ما شاء الله لا قوة الا بالله

بعون الله الملک الوهاب دیوان نایاب رشک داغ و فروغ مسمی

انتخاب دیوان فروغ

معروف به

گل روی

باہتمام احقر الانام محمد عبد الواحد غفرلہ اللہ الواجد باہ محرم الکرم

در مطبع نظامی واقع کانپور مطبوع گردید ۱۳۱۹

قیمت پختہ فی جلد بلا محصول Rs 5/-

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ردیف الف

بغیر عشق بتان کہیے کب ملا ہے خدا[لہ] / سپاس اسلیے پہلے تو لا اُنھی کا بجا

میانِ دہر پھرو تم بنے ہوے عاشق / الکھ جگاؤ اسی راہ مین پھر کر ہر جا

لباس پہنو تو بس جامۂ محبتِ بُت / لیا مدام کرو نام تم اُسی بُت کا

ہمیشہ دھیان مین لاؤ اُسی کا حسن و جمال / اسی مین ہوگا تمھارا تو ہر طرح سے بھلا

لیے بغل مین رہو بس تم اُسی کی تصویر / رکھو نظر مین تم اپنے اُسی کا ناز و ادا

ریاض و تقویٰ زہد اور عبادت ہے یہی / حمد و نعت بتان رکھو زبان پر تو سدا

ملال دل کو کرو دور وصلِ یار سے تم / نماز و روزہ و چلّہ کشی سے کام ہے

اشارہ بازی کرو تم تو خوبرویون سے / لبِ مسیحا صفت کا لیا کرو چوما

روا روی جو ہے ہر دم تو ہے مزا بھی یہی / ران پر بت کے رکھو وجد مین تم سر اپنا

حلال ہے تمھین تو عشق بتان مین ہر شے / مین پیار سے تم نوش کرو بس مے کا

ملے گا تم کو بہر کیف تو وصالِ صنم
دروغ تمنے کہا ہے یہ خوب بسم اللہ

لہ اس غزل مین صنعت توشیح مرعی ہے کہ اول حروف سے بسم اللہ الرحمن الرحیم درست بنتا ہے ۱۲

بٹھا کے بام پر مجھکو یہ کہتا ہے صنم میرا
سہا و اللہ تو نے تو بہت جور و ستم میرا

مرے غنچہ دہن نے جب شگفتہ ہو یہ فرمایا
امید وصل سے دل کھل بنا باغ ارم میرا

لب جان بخش کا بوسہ عطا پھر خود کیا اُسنے
لبالب ہے مے عشرت سے رشک جام جم میرا

ہمیشہ شاد و آباد کعبۂ دل رہے یارب
الٰہی ہو طواف دو جہان خانۂ حرم میرا

لیے حاضر رہیں جن و فرشتے حور و غلمان کو
روان مہر سلیمان سا رہے سخن درم میرا

رہوں تا روز محشر حکمران و رہنما رہبر
حقیقت میں فزون ہر روز ہو جاہ و حشم میرا

معاون حق رہے ہر حال میں ہر جا مرا ہر دم
ندیم عشق صادق ہی عدو ہووے ندم میرا

اسی عیش و طرب سے ہو بسر اوقات یارونکی
لواحق بھی رہیں بھرتے مرے تا حشر دم میرا

رضا جو جو کہ ہو میرا خدا اُس سے رہے راضی
ریاست اُسکو حاصل ہو کہ جو پکڑے قدم میرا

حبیب اللہ کی حب سے حضور حق رہوں ہنستا
یقین ہو جائے سب کو ہی شاہ اُمم میرا

ف اس غزل میں بھی صنعت توشیح ہے ۱۲

مع آل پیغمبر میں دروغا ہے مخاطب اب
دل و جان دین و ایمان جانکر اُنکو قلم میرا

مدّاح ہے قلم شہ دُلدل سوار کا
کاغذ بنا ہے تختۂ باغ بہار کا

توسن پہ ہو سوار جو وہ آیا رزم میں
قربان ہوا عالم تو بس اوس شہسوار کا

دشمن کی فوج میں تو قیامت ہوئی بپا
نیزہ چمک گیا جو اوس عالی تبار کا

ابرو کا اشارہ تو تھا کافی اوسے ذرا
تھا کام نہیں تیر و تبر یا کٹار کا

ارشاد علی رض کافی تھا اِس بات کے لیے
ہو جاتا نیست خود ہی تو لشکر کفار کا

لیتا غلام مصطفیٰ ؐ کا نام جو کوئی
لگتا پتا نہ شام کے بس شہریار کا

کیا تاب تھی جو آنکھ ملاتا کوئی دروغ
دل کانپتا ہی رستم و اسفندیار کا

قتل کرتے مین نہین مطلق گلہ جلاد کا
جب ہوا پرسان نہ کوئی بھی مری فریاد کا

بیگناہی میری ثابت ہے مری تقریر سے
لیک کوئی دادرس پونہچا نہ اس ناشاد کا

قتل توکرتا ہے او جلاد پر یہ یاد رکھ
ہوگا نالان خون مرا محشر مین اس بیداد کا

ڈال لی گردن مین طوق عشق قمری کی طرح
دھیان جو آیا مجھے اوس غیرتِ شمشاد کا

عشق مین معشوقِ لاثانی کی تو ہرگز دروغ
خوف دل مین لا نہین مطلق کسی اُفتاد کا

پھر جاتا ہے آکر جو وہ غنچہ دہن اُلٹا
نظرون مین مرے آتا ہے سارا چمن اُلٹا

بٹھلایا رقیبون کو اس عاشق کو اُٹھایا
اُس شوخ نے سیکھا ہے عجب یہ چلن اُلٹا

سونا نہین تقدیر مین ساتھ اونکے ہو شاید
گھر پر جو مرے آکے پھرا سیم تن اُلٹا

مرنے پہ مرے دیکھیے ایام کی گردش
خیاط بھی سیتا ہے ہمارا کفن اُلٹا

بے مہری کا شکوہ نہ کرو اوسکا دروغ اب
اِن روزون زمانے کا ہوا ہے چلن اُلٹا

ارمان یہ مرے دلِ نالان مین رہگیا
تو ایک شب نہ میری شبستان مین رہگیا

شب گذری سحر آئی موذن نے دی صدا
مطلب ہمارا اونکے تو ہون ہان مین رہگیا

وحشت نے تو رستہ مجھے صحرا کا بتایا
قسمت سے مگر کوچۂ جانان مین رہگیا

لیلیٰ رہی نہ قیس رہا شیرین نہ فرہاد
چرچا ولے انھین کا تو دوران مین رہگیا

جس نے سُنا دروغ ترے شعر کو بولا
اوستاد ایک تو ہی شاعران مین رہگیا

موسیٰ صفت ہوا مین جو جلوہ دکھا دیا
اور دل کو میرے طور کا ثانی بنا دیا

برقع صنم نے رخ سے شب وصل مین اٹھا
خوابیدہ بخت کو مرے واللہ جگا دیا

نازان نہ ہون کیون تو بھلا اوسکی جود کا
جبدم بطلب بوسہ کہے وہ دیا دیا

زلف دوتا کا عشق کیا دل نے ہی غضب
آفت مین ہمکو بیٹھے بٹھائے پھنسا دیا

دست حنائی ناز سے رکھکر سر مزار
سوم کو بخشا خہ صنم نے جلا دیا

دکھلا کے رخ جلایا و قہر نگاہ سے
نقش قدم کی طرح کسی کو مٹا دیا

وقت نزع نہ جائین کہین ڈر ورغ وہ
بالین سے اونکو اسلیے اپنے ہٹا دیا

عید ہوتی جو گلے پر مرے خنجر پھرتا
جان نثاری کے لیے خود تو مرا سر پھرتا

عاشق زار بھی ثابت ہے وفا پر اپنی
گر نہین جور و جفا سے وہ ستمگر پھرتا

مژہ چشم کسی کی ہین گڑین ایسی کہ اب
تنکے چنتا مین شب و روز ہون در در پھرتا

ڈھونڈھ آخر کو نکالون ہینگا اے پردہ نشین
جویان گنج نہین مین تیرا ہون مین گھر گھر پھرتا

داغ عشق رخ لالہ سے ہون مین مالامال
غیر بد ذات کہے گو کہ ہون بے زر پھرتا

ہو نہین وہ کشتہ کسی رنگ طلائی کا جسے
مول لینے کو ہے ہر ایک سیم بر پھرتا

کوچہ عشق بتان ہے وہ بلا کا گمراہ
جسکا دیکھا نہ کبھی ہمرہ و رہبر پھرتا

خار گل کھاتے و شمشاد بھی ہوتا زین دونو
باغ مین جب وہ صنوبر و گل تر پھرتا

طائر دل نے مرے نامہ بری کی پہ دروغ
پھنس گیا دام مین گیسو کے وہ کیونکر پھرتا

جلوہ گر دھانی دوپٹے مین ترا تن دیکھا
بنز فانوس مین اک شمع کو روشن دیکھا

تیرے موباف زرین سے جو ستارے ٹپکے
ہم نے اک مار طلائی شر افگن دیکھا

حلقهٔ زلف مین تمنے جو لگایا قشقه
دہنِ مار مین عاشق نے ترے من دیکھا

نور آنکھو نمین مرے بھر گیا مین نے واللہ
وصل مین جب ترا او بھرا ہوا جوبن دیکھا

جب سے تیرا رخِ رنگین نظر آیا اے گل
آنکھ اٹھا کر نه کبھی پھر بسوُ گلشن دیکھا

بادهٔ حسن سے تیرے تو ہوا وہ سرمست
جسنے اے ماہِ لقا ایک تری چتون دیکھا

حسرتِ دید مین پھرتا ہون ترے کوچہ مین روز
درِ خانہ تو کیا وا ایک نه روزن دیکھا

دیکھیے ہوتی ہے طے عشق کی منزل کیونکر
دل لبھانے کو ہر ایک دلربا رہزن دیکھا

نظر آتی شوخ دل آزار جفا کار دروغ
تیرا ثانی نه کوئی اے بتِ پرفن دیکھا

ہاے کسنے یہ مرے تیر نظارہ مارا
دل مرا چشم زدن مین ہوا پارہ پارا

فرطِ غش سے جو مین نیچے گرا جھروکے کے
ناز و انداز کا روزن سے فوارہ مارا

ہوش نا ہوش سے بیدل مرا دل چلایا
تاب و طاقت نہین یارا مرے یارا یارا

سرد ہوتا ہے مری جان ترا اب جا ناز
گرمیِ حسن کا یہ سُنکے شرارہ مارا

جان جاتی نظر آتی تھی یکایک اُسنے
گرم جوشی کا مجھے پھر کے اشارہ مارا

ناتوان تھا کہ توانائی مجھے وہ آئی
بام پر پونہچا و عشرت کا وان نعرہ مارا

گلشنِ حسن کی اُس گُل کے جو کی سیر دروغ
کھل کھلا کر کے مجھے پھول ہزارہ مارا

اُدھر آنا پسِ چلمن کسی کا
ٹپکنا نور ادھر چھن چھن کسی کا

قیامت کی ہے در پردہ وہ چتون
جو کردے چھید سینہ خستہ تن کسی کا

نہین ہی زیب و زینت سی کوئی کام
غضب کرتا ہے (یعنی) سادہ پن کسی کا

ذرا مین جو کڑی ہوش و خرد کی — بُھلا دیتا ہے بھولا پن کسی کا
خدا جانے ہو آخر کیا ابھی سے — لگا کرنے ہے دل سَن سَن کسی کا
اُٹھے اے نازنین مجھسے تو کیون ناز — یہ عاشق بھی ہے نازک تن کسی کا

دروغ اللہ کے فضل و کرم سے
مرا گھر ہو گیا مسکن کسی کا

شہرہ ہے یہ آفاق مین اپنے نیاز کا — طالب بھی کبریا ہے تو میرے ہی ناز کا
مُلکِ سخن مین شور ہے اپنے ریاض کا — محمود بھی غلام ہے میرے ایاز کا
شیدا ہے جب سے خاکسار بو تُراب کا — سر ہے قدم پہ میرے ہر یک سرفراز کا
یوسفؑ کو چاہ عیسیٰؑ کو اُس رشکِ ماہ نے — رستہ بتا دیا ہے نشیب و فراز کا
ہون وہ نیاز مند مرا عجز و انکسار — عالم دکھا دے گُل کو نشیب و فراز کا
نالہ جو سوزِ دل سے شبِ ہجر مین کرون — پھٹ جاے پردہ چرخ کے عشرت کے ساز کا

ہو رازدان دروغ سخنور اگر کوئی
سمجھے وہ یہ کلام ہے دور و دراز کا

حُب سے حق کے جو تو منسوب ہوا خوب ہوا — حق طلبگار تو مطلوب ہوا خوب ہوا
ذکر کرتے تھے ملائک شبِ معراج مین یون — خوب محبوبِ خدا خوب ہوا خوب ہوا
جوشِ رحمت کے سوا کچھ نہ تھا معراج کی رات — بخشنا دونون کو مرغوب ہوا خوب ہوا
ڈر نہین کاتبِ اعمال کہ پہلے ہی سے — نامۂ بخششِ مکتوب ہوا خوب ہوا
مصحفِ رُخ پہ فدا ہو یہ مسلّم ایمان — تیری فہرست مین محسوب ہوا خوب ہوا
سانحۂ کربلا معلوم تھا معصومون کا — تو مگر ثانیِ ایوبؑ ہوا خوب ہوا

دل حرم سے ہے لگا جاتا ہے کیا حج کو دروغ
جا کے کعبے مین بھی محجوب ہوا خوب ہوا

ہو کسطرح بھروسا تو تجھ بے اصول کا
نادم ہوا تو کر مرے یار اپنی بھول کا
صحبت مین یار غار کے اغیار کو بلا
بُوتا ہے باغ لطف مین کانٹا ببول کا
خلوت کے خاص وقت مین میرے ای شمع رو
اندھیر ہے گذر ہو جو شخصِ فضول کا
شامل ہو غیر وصل مین غیرت سی ہے بعید
قائل ذرا ہو حور شمائل شمول کا
جانان بہت بڑا ہے مرے دل مین حوصلہ
حاصل نہ کچھ ہے ذکر کرون کیا حصول کا
گر آپ بھول جاتے ہو کر وعدۂ وصال
بوسونکا کیون حساب ہو کرتے وصول کا

دلِ یا نہ دلِ ملال نہین کچھ مجھے اگر
تو پوچھ ہی لے حال دروغ ملول کا

دلِ شیدا صنم سیرا ہوا جو یک بیک تیرا
کرم سے تیرے یا اللہ ہوا یہ مشترک تیرا
جو میرا ہے وہ تیرا ہے یہ ہے سب واحدِ مطلق
جزو کل کل وجز زیرِ زمین زیرِ فلک تیرا
سمایا جسکی آنکھو مین ترا جلوہ تری قدرت
نظارہ کرتی اُسکی آنکھ کی ہے مردمک تیرا
ڈبویا جسکو ہے دریاے شک مین ای خدا تونے
قیامت تک اُسکے دل سے ہوگا دور شک تیرا
چمکتے نور مین تیری دمکتے نار مین تیری
خس و خاشاک مین ہے تو پری جن و ملک تیرا
کہین شیرین مزہ تیرا کہین ہے شور کی لذت
سراسر ہے تو سبکی جانِ شیرین مین نمک تیرا

دلِ بلبل ثنا خوان ہے دروغ اُس گل کی رحمت کا
جھپک کر کے جھپک کر کے جھپک تیرا

کھولی جو آنکھ رو دیا کہ ہان ہان یہ کیا ہوا
تھا کس جگہ مین آیا کہان کیون جدا ہوا

تنہائی وحدت تھی و یا موت کا یہ نجہ
حکم قضا سے موت کا مین مبتلا ہوا

راہِ عدم ہے راہ صنم کے وصال کی
ہستی مین نیست ہے جو ہر اُس سے ملا ہوا

جو یان فنا ہوا وہ بقا مین وہان ملا
نکلا بقا سے جو وہ یہان آ فنا ہوا

رہنا نہین ہے آ کے ہمیشہ یہان کوئی
آے گیو دن کا روز ہی تانتا لگا ہوا

جنت کہان و خلد کہان ہے کہان ارم
یہ سب خیال خام ہے سر مین بھرا ہوا

ہے آشنا جو بحر حقیقت کا اے دروغ
کہتے ہین لوگ اُسکو کہ نا آشنا ہوا

ایسا تو کسی مرد خدا کو نہین دیکھا
جسنے کہ ہو اُس ماہِ لقا کو کہین دیکھا

سندر مین نہ پایا اُسے مسجد مین نہ پایا
کعبے مین بھی اُس ہوش رُبا کو نہین دیکھا

بوی گُلِ رعنا کی گلی سے ہی گذر کر
آتے کہ لے آتے بھی صبا کو نہین دیکھا

آئینہ بھی حیران و مکدر رہے ہمیشہ
اُسنے بھی تو اُس حسن صفا کو نہین دیکھا

یہ اُسکی جفا ہے کہ ادا ہے کہ حیا ہے
تبلاے جو اُس عقل رسا کو نہین دیکھا

سمجھاتے ہین اس راز دق کو تو سبھی پر
خود سمجھا ہے اُس فہم و ذکا کو نہین دیکھا

کہتے ہین کہ راضی ہین دروغ اُسکی رضا مین
راضی ہے جو اُس اہل رضا کو نہین دیکھا

رہا گو زلف مسلسل سے سلسلہ دل کا
پر اُنکے پیچ سے نکلا نہ حوصلہ دل کا

اوائل عمر مین کیا ہی بہار ہوتی ہے
انھین دلون مین ہی رہتا ہے ولولہ دل کا

پر اُسکے بعد تو لینے کی دینی پڑتی ہے
زبان کے شوق مین رہتا ہے مشغلہ دل کا

اُبل اُبل کے رہا سوزِ دل جگر مین جو کا
وبالِ جان تھا تا مرگ آبلہ دل کا

یہ خوف تھا کہ نہ رسوائی یار کی ہووے
دل دیا جان وی اُس سنگدل کو دین بھی ملے

نہ آیا مُنھ پہ ہمارے کبھی گلہ دل کا
ملا تو یہ ملا اس سودے مین صلہ دل کا

دروغ قول قرار اب قسم کے ساتھ ہے یہ
دے جو ایمان ابھی ہووے فیصلہ دل کا

بے یار تو جنت مین بھی جایا نہ جائیگا
جاؤن تو مُنھ خدا کو دکھایا نہ جائیگا

کیونکر کوئی تنِ تنہا جاے جان کو چھوڑکر
بیجان جسم سے کبھی جایا نہ جائیگا

جان تن کے ساتھ تن بھی ہے محتاج جان کا
انمین سے کوئی ایک اکیلا نہ جائیگا

رخصت ہوا جو دم نہ رہیگا کسی کا غم
کُنجِ لحد مین جھگڑا اوٹھایا نہ جائیگا

جبتک کہ جان تن مین ہے تبتک جہانمین
میرا تیرا یہ سب کا جھمیلا نہ جائیگا

جبتک کہ دم مین دم ہے تبھی تک کا ہے یہ کھیل
پیچھے سے پھر یہ کھیل بھی کھیلا نہ جائیگا

روحِ شہید ناز تو آزاد چاہیے
محشر مین بھی دروغ سا شہدا نہ جائیگا

زہے اے طالع بیدار میرا
یہ مطلع مطلعِ انوار میرا

نہ ذکر اُنکو ہے جز اذکار میرا
زبان پر نام ہے ہربار میرا

مین اُسکا اور وہ ہے یار میرا
یہ چرچا کرتے ہین اغیار میرا

کیا جو دوست نے اظہار میرا
عدو ہے طالبِ دیدار میرا

بدر ردمین پچھے ہو بدسخن آپ
سخن در پر اگر ہو وار میرا

مرا معشوق ہے شیرین دہن پس
قلم بھی ہے شکر گفتار میرا

نبات ہے بات اپنی جسکی خاطر
ہوا یوسف زلیخا وار میرا

مرا ہے گُل محمد نام ثانی
و فخر انبیا دربار میرا

ولی اللہ میرے ہمنشین ہین
ہر یک اُسمین بڑا سردار میرا

کوئی راجہ کنور کوئی کوئی رائے
و مرزا بھی ہے عاشق زار میرا

کوئی حافظ کوئی تارا کوئی ماہ
ہے ہم بستر نکوکردار میرا

کوئی اُستاد اور خیاط کوئی
رفوگر دل رُبا ہوشیار میرا

حکیم و حاکم و کوئی نجومی
دروغ ہے خوب ہی غمخوار میرا

شعرخوانی کا مزا جاتا رہا
زندگانی کا مزا جاتا رہا

دلستان بھی ہوگئے ہین زرخرید
دلستانی کا مزا جاتا رہا

جو حرم زادہ تھے وہ دربان ہوے
پاسبانی کا مزا جاتا رہا

حکمران بقال تک اب ہوگئے
حکمرانی کا مزا جاتا رہا

رازدان اُنکا ہے ہر فرد بشر
رازدانی کا مزا جاتا رہا

شیخ صاحب بھی ہوے ہین بُت پرست
مسلمانی کا مزا جاتا رہا

جانفشان ہونے لگے خوار و ذلیل
جانفشانی کا مزا جاتا رہا

جج صاحب دُھن مین ہین اپنی مگن
اب دیوانی کا مزا جاتا رہا

زاغ کو ہو ناز یہ ہون خوش زبان
خوش زبانی کا مزا جاتا رہا

کامدانی زاغ نے بھی لی ہین
کامدانی کا مزا جاتا رہا

ضعف دل سے ہی یہ کہتا اب دروغ
کہ جوانی کا مزا جاتا رہا

اللہ ری شوخی و ترا جوش نقش پا
اُڑتا ہے [illegible] سر تو مرا ہوش نقش پا

مین مرمٹا پر اسنے نہ ہرگز لگا سُراغ
گندم نما ہین اور جو فروش نقش پا

مین لُوٹتا ہون خاک مین خواہش وصال مین
تسکین ہو جو ہووین ہم آغوش نقش پا

مجھکو دکھاتے آنکھ ہین کہتا ہون مین یہ جب
ہوجاؤ مجھسے تم ہی ہم آغوش نقش پا

مجھسے تو یہ سلوک مگر غیر سے ہنسی خوشی
سر پر چڑھے ہین ایسے تو بیہوش نقش پا

کرتا ہون بار بار تو مین عرض تمنا
کرتے نہین خیال مگر گوش نقش پا

پھر بھی اگر کہون تو وہ شوخی سے اے دروغ
ہنس ہنس دکھاتے ہین مجھے پاپوش نقش پا

کیا ہی نشہ ہے ساغرِ الفت مآب کا
پیرون کو بھی دکھاتا ہے عالم شباب کا

محفل مین پی شراب وہ غیرونکے ہاتھ سے
دل کا مرے بناتے ہین لقمہ کباب کا

اللہ ری حیا کہ نہین جسکی انتہا
اُٹھتا ہے وصل مین بھی نہ پردہ حجاب کا

آنسو گرے جو ہجر مین اُنکے تو یہ ایک
قطرہ ہے سمندر مرے چشم پر آب کا

ابرِ کرم ہے بارشِ رحمت ہے ہو رہی
ساقی مجھے دے پیالہ پہ پیالہ شراب کا

میخانہ مین گر محتسب آئے تو یہ کہو
کچھ کام نہین تیرے حساب و کتاب کا

ہے رحمتِ الٰہی تو ہر وقت زور پر
کرتا ہے ذکر کیا تو عذاب و ثواب کا

جائیگا لوٹ سُنکے وہ یہ بات لاجواب
یا آکے خود پیے گا پیالہ شراب کا

کاغذ گُل کے ہاتھ سے ہی بھاگتا دروغ
کیونکر رقم ہو حال مرے اضطراب کا

حسن کافر کو جو دماغ ہوا
خالِ رُخ روسیاہ داغ ہوا

پیچ مین گیسو ون کے جا جو پھنسا
دلِ گم گشتہ بے سُراغ ہوا
حسرتِ بوسہ لب میکش مین
جل مرے خاک کا ایاغ ہوا
لب بلب جب ہوا مین اس گل سے
داغ حسرت کا رشک باغ ہوا

پیچ کاکل سے چھوٹ کرکے دروغؔ
تھا جو دل تنگ بافراغ ہوا

امشب وہ پری وش مرا مہمان ہوگیا
گھر سر بسر مرا بھی پرستان ہوگیا
آئینہ پر اُسکی جو یکایک نظر پڑی
ہم شکل اپنا دیکھ وہ حیران ہوگیا
جھنجھلا کے یہ کہا کہ ترے گھر مین سچ بتا
مجھسا کہا نسے اور یہ انسان ہوگیا
ہم زاد ہے ترا تو مری جان خفا نہ ہو
دیکھا جو غور سے تو پشیمان ہوگیا

توبہ یہ کیا بلا تھی ہوا کیا تجھے دروغؔ
جس سے کہ اسقدر مین پریشان ہوگیا

مرے حالِ زار پہ قاصد ذرا التفات کرنا
مطلب برآئے جسمین وہ ہزار گھات کرنا
پیادہ رقیب کا گر کوئی سلے وہان پر
وہ ہزار پوچھے تجھ سے تو نہ ایک بات کرنا
جو وہ تین پانچ کرے تو بخدا کہ تو بھی اُس سے
کس پیچ مین لے آکر سو کنہیات کرنا
گر چال وہ چلے پھر ارڑ دب مین ڈال کرکے
رُخ پھیر مُنھ دھوان کر اُسکا تو مات کرنا

بازی کو عشق کی لے کر اب تیز اپنا
فوراً دروغؔ سے مل ہرگز نہ رات کرنا

دن خوش ایام سے جو آئیگا
وہ سرِ شام سے تو آئے گا
راہ پلکون سے صاف کردونگا
اِس سرانجام سے تو آئے گا

لے مرا نام کوئی کہتے ہین　　غصہ دشنام سے تو آئے گا

مفت مین جبکہ دل گیا بیکام　　پھر یہ کس کام سے تو آئے گا

جو کہے گا وہی کرونگا دروغ　　ایسے آرام سے تو آئے گا

جو قتل کرنا تو تو اے قاتل ہمارے مرنیکا غم نکرنا　　ستمگرو نمین کہ آنکھ نیچی ہو تیری ایسا ستم نہ کرنا

چھپا رہے راز عشق حسین کھلے کسی پر نہ بھید ہرگز　　بگاڑ روئیت و آبرو آٹھ آٹھ آنسو رواے صنم نہ کرنا

حلال ہے خون عاشقونکا ملال دلبر کبھی نہ لانا　　غم و الم کا تو ذکر کیا ہے ذرا بھی تم چشم نم نہ کرنا

وفا سمجھے یہ بعید میری کہ رنج پونہچاؤن مرنیکے بعد　　عذاب ہو روح کو مری جان یہ تو خدا کی قسم نہ کرنا

جفا کا جامہ ہین کے ظالم جفا کفار کھ رواہی کو　　عطا تری بس یہی بڑی ہے کہ رسم و رہ اسکی کم نہ کرنا

اگر ہے معشوق سنگدل تو ہوا اسکا عاشق بھی موم کا کیون　　قسم ہے تجھکو قسم ہے تجھکو قسم ہے اسیر کرم نہ کرنا

دروغ تم راہ عشق مین اس حسین کے ہو شہید جو تو　　حسین حسین یہ زبان یہ رکھو کہین بھی نیچا علم نہ کرنا

یاالٰہی یہ ہوا اب ہے زمانہ کیسا　　کہ یگانہ بھی ہے ان روزون بیگانہ کیسا

زلف جب بن کے بگڑتی ہے ہوا سے انکی　　بل پہ بل کھاتا ہے اس شوخ کا شانہ کیسا

حال رونے کا مرا اُسکے کہا کرتے ہین　　گا یا کرتا مرا شیدا ہے ترانہ کیسا

لوٹتا خاک پہ دل چہار چہار ہو کر ہے　　وہ لگاتے ہین تاک تاک نشانہ کیسا

خون دل پانی غم و غصہ غذائے عاشق　　ہوتا ہے اسکے سوا آب و دانہ کیسا

محفل عشرت و طرب مین جو مین اُنکے جاؤن　　طعن کر کرکے سُناتے ہین وہ طعنہ کیسا

مین کرون شکر شکر رنج ہو کہتے ہین دروغ　　یہ محل کیا ہے وہ بجا شکرانہ کیسا

اندنون یار مرا مجھ سے ہے روٹھا کیسا — بوسہ مانگون تو دکھاتا ہے انگوٹھا کیسا
وصل چاہون وہ بتائے مجھے گدکا کیسا — وہ ہنسے روکے رہون مین ہکا بکا کیسا
غیر کو پیار بتاتا ہے مجھے وہ پھٹکار — پھر یہ کہتا ہے کہ ہے یان اڑا بیٹھا کیسا
چلتا پھرتا نظر آیا کہین گڑ جا جاکر — بے حیا سنتا ہے چپکا نہین اُٹھتا کیسا
کیون بے سنتا ہے کہ مین راہ بتادون تجھکو — باندھتو ہے پڑا پیچھے نگوڑا کیسا
ہوش آیا کہ مین اب ہوش مین لادون تجھکو — جانیے تا کہ مزا ہوتا ہے اسکا کیسا

جھاڑ پھٹکار یہ سُن سُن کے کہا مینے دروغ
اب تو باز آؤ مری جان یہ نخرا کیسا

ستم پر گو ستم ایجاد کرنا — وفا میری ولیکن یاد کرنا
مرا ہے بس یہی فریاد کرنا — وفادارونمین اپنے یاد کرنا
جو بھولے سے ہو وفا کا دم تو پھر کیا — کسی سے شکوۂ بیداد کرنا
وفادارونکو ہر ظلم و ستم پر — تو لازم ہے مبارکباد کرنا
اگرچہ خاک مین دل مل گیا ہے — نہ اسکی مٹی پر برباد کرنا
بنائے خانۂ عشقِ بتان ہے — اسے بخدا نہ بے بنیاد کرنا
صنم خانہ ہمارا تو یہی ہے — کبھی آ اسکو بھی آباد کرنا
خدا کے روبرو محشر مین اے بُت — کہونگا تجھسے ہی امداد کرنا

دروغ ہر دم تصور یار رکھا کر
دلِ ناشاد اپنا شاد کرنا

کیا کہین جوشِ جوانی جب دلا جاتا رہا — زندگی کا لطف دنیا کا مزا جاتا رہا

میرے پہلو سے نکل جب دلربا جاتا رہا
دل حواس و ہوش و حس کا سرغنا جاتا رہا

غسل میں اٹھا جو جوڑا کھل پڑا تو دل مرا
پیچ سے نکلا مگر گم ہوگیا جاتا رہا

ہوکے برہم میں نے جو پوچھا مرا دل کیا کیا
وہ لگے کہنے ٹلی سر کی بلا جاتا رہا

کہتے ہیں یہ آپ کیا۔ وہ تھا دل و جان سے غلام
بولے یہ سچ ہے مگر تھا بیوفا جاتا رہا

دیکھ اپنے کشتۂ ناز و ادا کا غیر حال
اُس پری پیکر کا بھی ناز و ادا جاتا رہا

رہ گئی تھی جان تن میں یک رمق باقی دروغ
ہجر میں اُسکا بھی اب تو آسرا جاتا رہا

غیر پر لطف و کرم روز بڑھایا جاتا
نت نیا ظلم و ستم ہم پہ جتایا جاتا

گو ہے یہ حال پہ ہر دم ہے یہی دل میں خیال
شکوۂ یار زباں پر نہیں لایا جاتا

بعد مرنے کے کوئی ساتھ دے یہ کیا امکان
پر غمِ ہجر تو ہے ساتھ ہمارا جاتا

لاغری سے مرے تن میں تو نہ تھا باقی کچھ
بارِ غم سے نہ تھا لاشہ یہ اُٹھایا جاتا

ہوتی ہلچل ہی تو کیوں آج زمیں پر یہ دروغ
یاں ہے کیا روزِ قیامت ابھی آیا جاتا

کسی پہ جو دل آگیا ہے کسی کا
اِن آنکھوں میں نقشہ بھرا ہے کسی کا

کہاں ہے کہاں ہے مرا شیدا
ہر اک شخص سے پوچھتا ہے کسی کا

بندھا ہے جو تارِ نظر اس نظر میں
تو بوٹا سا قد جھولتا ہے کسی کا

دعا ہے ذبح تیغ ابرو سے ہوں میں
ہمیشہ یہی مدعا ہے کسی کا

صنم خانہ ہے زاہد و کعبۂ دل
و سجدے کی جا نقشِ پا ہے کسی کا

صنم جان و تن ہے صنم دین و ایمان
صنم ہی خدا ہے خدا ہے کسی کا

دروغ اُسکے ظلم وستم کو عطا جان
جفا جور ناز وادا ہے کسی کا

ردیف ب

ایسے کب ہووینگے ہمارے نصیب
آکے بیٹھینگے جو وہ پیارے قریب

اونکے کوچے مین چھانتے ہین خاک
کیا شہنشہ و کیا بیچارے غریب

اونکے نزدیک ہین برابر سب
شہ زبردست و بیچارے غریب

اونکے سب ہندو مسلمان و یہود
گبر و ترسا و ہین نصارے حبیب

ہین یہ نادان و خود بین کہتے
کہ وہ ہین تو فقط ہمارے حبیب

کلمہ کفر کا بکنا چھوڑو
کہدو اونسے جو ہون تمہارے رقیب

وہ تو محبوب جہان ہے اے دروغ
اور ہین اوسکے بہت سارے حبیب

ہین بہت اندنون مجھسے ہوے بیزار رقیب
دیکھنا کرتے ہین کس طرح کے وار رقیب

اک نظر دیکھنے کو راضی وہ ہوتے ہین تو
منع کرتے ہین اونھین چشم شرمسار رقیب

وہ بھی کہہ مانتے ہین منت و سماجت سے
وانہین ہوتے ہین مژگان خاردار رقیب

کاش یہ رحم کرین بھی تو بگڑ کر اون پر
دیتی ہے چشمک ہے اونھین ابرو خمدار رقیب

اونکو سمجھا یا کسی طور تو افسوس افسوس
رُخ نہین کرتی ہے پھر مردمک یار رقیب

چار دن یہ مہربان بھی ہون تو روبرو میرے
آنے دیتا ہے نہین برقع رخسار رقیب

ہو مددگار صبا گرچہ اٹھاتی ہے اُسے
مُنہ پہ آجاتے ہین بس گیسو ونکے تار رقیب

شانہ سرکاتا ہے اونکو تو کان کے بالے | بجلی چمکا کے ہین ہو جاتے شرربار رقیب

ایسی صورت مین نہ کیون آنکھ جھپک جاے دروغ
ہین یہ سب کافر و ظالم و دل آزار رقیب

ہمکو جتنے ہی تو ہوتے ہین ناگوار رقیب | اونکو اوتنے ہی تو لگتے ہین خوشگوار رقیب
رشک سے خون ہمارا تو بس ہو جاتا ہے | پان کا بوسہ جو لیا کرتا ہے ہر بار رقیب
دنیا تاریک نظر مین مرے ہو جاے نہ کیون | سرمہ ہر دم جو ہے لیتا خطِ دیدار رقیب
دل مرا ٹوٹ کے ہووے نہ کیون ریزہ ریزہ | آئنہ ہے جو رہا کرتا پیشِ یار رقیب
کسطرح بولین وہ مجھسے کہ بولنے مین تو | کاٹ دین ہین زبان دندان آبدار رقیب
جل کے دل خاک ہی ہو جاتا ہمارا جس دم | وہ لگاتے ہین گلے کُرتی زرکار رقیب

اونکے ہی مدِ نظر تیرا ستانا جو دروغ
ہین بناتے وہ کئی روز طرحدار رقیب

نزدیک آرہی ہی وہ دیکھو بہار اَب | ساقی تو کر دے دُور مرا انتشار اب
شوقِ وصال مین نہین دلکو قرار اب | پہلو مین تڑپتا ہے دلِ بے قرار اب
آؤ تو آؤ ورنہ لو اے جان اب چلا | طاقت نہین مجھے کہ کرون انتظار اب
آئے ہین بہرِ فاتحہ وہ ماہوش تو آج | روشن ہے خود بخود مری شمعِ مزار اب
آمد چمن مین آج ہے کس نوبہار کی | بلبل بھی دے رہی ہے گلونکو جو خار اب
افشان کو دیکھ دیدۂ اختر جھپک گئے | کھولو تو آنکھ پیارے ذرا شرمسار اب
تن کی خبر نہین و نہ ہے جان کی خبر | کُرتی کسی کی دیکھی ہے جو جامہ وار اب
سو بار ہم ہین کہتے و تم مانتے نہین | مژگان نہ دکھاؤ کہ ہین چلتے کٹار اب

هم مانگتے ہین بوسہ و تم دیتے ہو دشنام
تم ہو گئے ہو اندنون کیسے گنوار اب

کھائین نہ رشک بزم مین کیون دیکھکر رقیب
ہے دمبدم جو دیتا مجھے بوسے یار اب

عاشق کو مزہ سبزہ باغ ارم ملا
نکلے ترے ہین یار جو یہ رخ پہ بار اب

بستر شبِ زفاف مین گلرنگ ہے بچھا
ہے گلستان مکان و یا لالہ زار اب

اشعار تمھارے تو ہین دلچسپ اے دروغ
سُنکے ہوئی مجلس ہے اونھین جان نثار اب

مجھ سے پوچھے ہین سب مرے احباب
کس کے خاطر ہے تیرا حال خراب

دیکھکر یار و آسمان کی طرف
رہ مین جاتا ہون دیتا ہون نہ جواب

ایسی حالت مین پاکے دل کو مرے
کیون نہ ہو آئین چشم اونکی پُر آب

ہے تڑپ دل مین اندنون بے حد
دل کہون مین اوسے کہ یا سیماب

بیقراریِ دل مرے کی دیکھ
سکتے مین جاتا ہے ہو خود سیماب

ہون مین سمجھاتا پر وہ مانے جب
قابو مین ہے کہان دلِ بیتاب

مرے نالے کو سن کے کہنے لگے
واہ وا عمدہ کیا بجا ہے رباب

پی کے مے غیر کی تو مجلس مین
دل کو میرے بناتے ہین وہ کباب

حضرتِ عشق کے مدرسے مین
طاق پر رہتی ہے خرد کی کتاب

مبتدی علمِ عشق کے دیکھو
بند کرتے ہین منتہی کے جواب

جوہری جان دین نہ کیون اپنی
ملتے ہین وہ کہین دُرِ نایاب

تاب دندانِ صنم کی خواہش مین
دل سمندر کا ہو گیا آب آب

کیون نہ چھُپتے پھرین مہ و خورشید
دیکھکر اونکے تو رخون کے رُعاب

سائل ہم بھی ہین بوسۂ لب کے / دوگے جو تم تو ہوگا خوب ثواب
مین نہ چھوڑونگا اب تو محشر تک / پایا ہے آپ کا جو حلقۂ رکاب
ہووے مجھپر ذرا جو چین بہ جبین / کھنچ گئین ارض و آسمان کی طناب
کیون مری نیند بس نہ اوڑ جائے / یاد کر اونکی کُرتی کم خواب
ظلم عاشق پہ ہے نہین اچھا / زندگی ہے تو پیارے مثلِ حباب
چار دن مین نہ کوئی پوچھے گا / کرتے ناحق ہو تم غرورِ شباب
پھر ہمارے ہی پاس آؤ گے / ہم کہین گے کہ اب تو کہیے جناب
خوش تو ہے آپ کا مزاج شریف / جھینپینگے آپ ہون گے ہم شاداب
سُنکے یہ بات ہوگئے وہ خفا / لگے ہم پر جتانے زور و عتاب
تب تو ہم نے بھی کہدیا اون سے / آپ کیا ہین بڑے کہین کے نواب
اب کہوگے جو کچھ تو پھر صاحب / ہم بھی کہدینگے بات لُبِّ لُباب
چُٹنے سے وہ لگین گے چوتڑ مین / اور دل ہووے گا بھی جلکے کباب
جب یہ نوبت ہوئی تو وہ بولے / بس زیادہ نہ بڑھو زبان کو داب
ہنسکے مین نے کہا کہ بوسہ دو / لگے کہنے کہ کیون سلے اتنی تاب
کرتا گُستاخی اب تو بے ڈھب ہے / مانتا ہے نہین کسی کی داب
اون کو غصّے مین دیکھکر میرا / نکلا پڑتا ہے آج تو بیتاب
پیٹ چلنے لگا رقیبون کا / تھا گویا پہلے سے لیا جُلّاب
ڈر کے چھکّے جو چھوٹ میرے گئے / لایا مین خوف سے بجا آداب
ہون مین اون چاریارونکے صدقے / جن پہ ہے مہربان وہ عالی جناب

تجھ کو کیون فکر رزق کی ہے دروغ
ہے وہ سب کا مسبب الاسباب

ردیف پ

زلف ناگن ہے گیسو کالے سانپ
آپ نے خوب واہ پالے سانپ

زلف گردن کی طوق ہووے گی
خواب مین ہین گلے جوڑلے سانپ

زلف کے پیچ مین پھنسا ہے جو دل
ڈر ہے یہ خواب مین نہ کھالے سانپ

زلف کے پاس قشقۂ سیندور
ہے کہ یا بیٹھا من نکالے سانپ

لٹ گھردار مانگ کی ہین نہین
سایہ کر بیٹھے ہین پھنالے سانپ

کس کی طاقت ہے اوسکا لے بوسہ
گال پر اپنے جو بٹھالے سانپ

دیکھ لو سوچ لو سمجھ لو خوب
سالی ناگن ہین تو ہین سالے سانپ

بل نکالین ہم اون کا دل بھر کر
وہ جو پڑ جائین میرے پالے سانپ

ناگنی زلف نے ڈسا جو دروغ
کرتے ہین قبر پر بھی ہالے سانپ

آج کسواسطے آمادہ بہ تکرار ہین آپ
قتل کرنے کو مرے کس لیے طیار ہین آپ

جو صنم دیر سے لیکر کھڑے تلوار ہین آپ
ہم بھی مشتاق شہادت ہو تو طیار ہین آپ

سر کو پہرونسے جھکائے ہوے ہو نہین بیٹھا
جلد کسواسطے اب کرتے نہین وار ہین آپ

ہلکا ہو جائیگا تن اب تو جنون مین ہم کو
سر تو کیا بال ہین ان وزون ہوے بار ہین آپ

ایک بوسے کے عوض لے لیے ہمنے جو دو
بولی وہ رشک پری کہ بڑے ہوشیار ہین آپ

رسیان پن سی وہین ہمنے بھی ثنایون کردی — واہ معشوق نہین توسب ہے وفادار ہین آپ
آپ وعدہ جو کرین حشر کا مطلق نہین غم — کیون کہ ہم جانتے ہین صادق الاقرار ہین آپ
اسے اجل تیرا قدم کیون نہ مبارک ہووے — صدمۂ ہجر سے ہم جان سے بیزار ہین آپ

قتل کے بعد تری یاد جو آئی ہے دروغ
جاکے مرقد پہ مرے روتے زار زار ہین آپ

دِکھا کے ایک جھلک جلد جو چھپ جاتی ہین آپ — کوہِ طور آتشِ غم سے تو ہم جلاتے ہین آپ
جاکے سُکھلاتے ہین گیسو جو آپ کوٹھے پر — سطحِ خاک پہ عشاق تو بل کھاتے ہین آپ
بے نقاب آپ جو جاتے ہین کبھی زیرِ فلک — مہ و خورشید صنم رشک سے جل جاتے ہین آپ
ہے غضب گال پہ تِل آپکے کاکل کے قریب — مرغِ دل دام مین بیکدانہ پہ پھنس جاتے ہین آپ

اوس پری رو کا تو سایہ سا ہے ہوجاتا دروغ
آنکھ اوٹھا کرکے جدھر دیکھو نظر آتے ہین آپ

اسقدر مت مجھے ستایئے آپ — دل دُکھے کو نہین دُکھایئے آپ
دار پر کھینچو مجھے تم لیکن — قتل مژگان سے نہ کروایئے آپ
حسرتِ دید چشم میگون مین — خون مجھکو نہین رُلایئے آپ
ملکے مہندی تو اپنے ہاتھون مین — خون میرا نہین گرایئے آپ
خون میرا نہ چھوٹے گا ہرگز — دامان تا حشر بھی دُھلایئے آپ
غیر سے ہنس کے بزم مین شمع رُو — دل کو میرے نہین جلایئے آپ

تو ہے حاضر گلا دروغ کا یار
تیغ ابرو کو اب چلایئے آپ

ہے شبِ وصل نہ شرمائیے آپ
شکل اپنی ذرا دکھائیے آپ

ہون مین مشتاق بوسۂ لب کا
مُنھ ذرا اسطرف تو لائیے آپ

لین گے ہم ایک ہی بوسہ بخدا
ہاتھ کانون سے تو سرکائیے آپ

دُور رکھ کے حجاب ایک طرف
آنکھ مین آنکھ تو ملائیے آپ

بیٹھ کے یان نہ کیجیے اتنی شرم
آنکھ اوپر کو تو اوٹھائیے آپ

دل میرا بیقرار ہے ازبس
اب تو چھاتی مجھے لگائیے آپ

لو نہ مین دق کرون گا آپ کو اب
میرے آغوش مین آجائیے آپ

نیند کا کر کے بہانا سرِ شام
ایسا ہر وقت نہ جمھائیے آپ

دیکھیے اوچھو تو چڑھ جائے گا
پانی پیتے مین مت ہنسائیے آپ

ناتوانی سے جا نگی چڑھ نَس
مجھکو اتنا نہ گُدگدائیے آپ

دیکھیے حشر بپا ہووے گا
اپنی پازیب مت بجائیے آپ

ہے تو یہ نام خدا پہلی شب
اسقدر جلد نہ گھبرائیے آپ

ہونا جو کچھ تھا ہو چکا دلبر
ایک لحظہ تو ٹھہر جائیے آپ

جان حاضر ہے مال ہے کیا چیز
مُنھ سے اک لفظ تو فرمائیے آپ

دل جو اونکا گیا اُچٹ ہے دروغ
کھیلِ شطرنج سے بہلائیے آپ

ردیف ت

فرقت مین یاد اونکی جو آئی تمام رات
سر پیٹا رویا دھوم مچائی تمام رات

چرچا رہا جو انکو تھا اون کی کلائی کا — مطلق نہین مجھے توکل آئی تمام رات
خاکِ قدمِ پاک کی دن بھر تلاش کی — پھر صحرا مین جا دھول اُڑائی تمام رات
وعدہ یہ کر گئے کہ ہم آئینگے شب کو آج — وان پانؤ نہین جا مہندی لگائی تمام رات
دھوکے مین ہاتھ زلف کو اُنکے جو لگ گیا — آفت مین جان مفت پھنسائی تمام رات
غواص طبیعت ہوئی اُس بحرِ حُسن مین — لیکن کمر نہ ہاتھ مین آئی تمام رات

خون ہو جگر دروغ صبح کو توبہ کیا
دیکھے نہ تھے جو دستِ حنائی تمام رات

کہون مین کس سے احوالِ محبت — بچھا دنیا مین ہے جالِ محبت
خدایا ہے دعا میری یہ تجھ سے — محبّت کو دے جنجالِ محبت
کیا ہے جیسا رُسوا اسنے مجھکو — الٰہی ہو وہی حالِ محبت
جو ملجائے کبھی دھوکے سے مجھکو — قسم ہے کھینچ لون کھالِ محبت
ملے تجھکو نہ دوزخ مین جگہ بھی — بُرے ہین تیرے اعمالِ محبت
خدا تجھکو کرے بے دست و بے پا — نہ ہو دنیا مین تا چالِ محبت

دروغ اسکا نہ لینا نام ہرگز
نہین بہتر ہی آمالِ محبت

مدتون مین مری لڑی قسمت — رات کو جو نظر پڑی صورت
ہے تو یہ شانِ کبریا اے دل — ہو مجسّم جو ہے کھڑی قدرت
ہجر مین اوس پری شمائل کے — ٹل رہی ہے مجھے گھڑی ساعت
دیکھیے کب وصال ہوتا ہے — ہے تہبت دلنسے تو اڑی قسمت

کیا ہی جادو ہے اوس پری نے کیا ہو گئی ہے مری سڑی طبیعت
کفر کو چھوڑ مسلمان ہوے کعبۂ دل مین جب گڑی مورت
لوگ کہتے ہین بت پرست مجھے یا خدا مجھکو ہے بڑی حیرت
ہے نیٹ اونکا تو لڑکپن یہ کرتی لغزت گھڑی گھڑی الفت

دیکھکر حال یہ تو ہم بھی دروغ
ہین بدلتے گھڑی گھڑی عادت

کیا ہی تیر انداز ہین وہ چشم مست کر جو دیتے ہین دل رستم کو پست
بانک ین اون ابروؤن کا دیکھکر کھا مروڑین جاتے ہین لگ اسکو دست
سیدھی بھی مژگان چلین ہین اوسے تو کرتا ہے وہ بھاگنے کا بندوبست
جھانولی گر ایک بھی دیتے ہین وہ اک گرہ بھی کر نہین سکتا تو جست
ہو خجل شرمندگی سے بات مین جاتا ہے وہ عرق مین لست وپست
ایک ستم ہی اجی کیا مال ہے دی اون نے فوج عالم کو شکست

آفرین صد آفرین تمکو دروغ
ہو جو رکھتے اوسکے کوچے مین نشست

سبحان اللہ چہرے کی وجاہت وجاہت ہے وجاہت ہے وجاہت
عجب ہے شکل پر اون کے ملاحت ملاحت ہے ملاحت ہے ملاحت
رخ اونکے دیکھ مہ کو ہے ندامت ندامت ہے ندامت ہے ندامت
کلام یار از بس ہے فصاحت فصاحت ہے فصاحت ہے فصاحت
جمال اوس بت کی شایان ہے زیارت زیارت ہے زیارت ہے زیارت

شبِ فرقت تو اے دل ہے قیامت
قیامت ہے قیامت ہے قیامت
دروغ از غیب تجھ کو ہے بشارت
بشارت ہے بشارت ہے بشارت

ردیف ٹ

دیے ہین ہمکو بوسے یار نے شب کو بھی کیا جھٹ پٹ
دلِ مشتاق نے بھی لے لیے ہین کھینچے جا جھٹ پٹ
مریضِ عشق کا اونکے لبوں پر آ رہا دم تھا
صنم نے وصل کا دم دے دیا اوسکو چلا جھٹ پٹ
ہمین کیا کام عیسیٰ سے وہ گر آتے تو اونکو بھی
یہ اوڑکر مرض لگتا ہوتے خود بھی مبتلا جھٹ پٹ
شبِ محشر نظر آتی اونھین اک دم مین عالم مین
اگر وہ بُت دکھا دیتا اونھین زلفِ دوتا جھٹ پٹ
لحد سے قصدا اوٹھنے کا بروزِ حشر کرتے تو
نگاہِ یار جادو کر کے دیتی پھر سُلا جھٹ پٹ
دکھا دیتا بُتِ کافر کرشمہ ایک گر اون کو
تو دیتے یاد روح القدس کی دل سے بھلا جھٹ پٹ
تمھارے شعر مین ہے وصف و شان شانِ الٰہی بھی
جو سُنتا ہے دروغ ان کو ہے ہوتا اولیا جھٹ پٹ

ہنس کے مجھ سے وصل مین ہین جبکہ وہ جاتے لپٹ
ماہ و خورشید باہم ہین گویا جاتے چپٹ
بزم مین وہ ناز سے جب بیٹھتے ہین میرے پاس
روغنِ غم سے وہین اغیار ہین جاتے چکٹ
ہین طلب کرتے جو ہم محفل مین اک بوسہ کبھی
دیکھکر نا محرمونکو ہین وہ شرماتے نپٹ
ہم جو ضد کرتے ہین اُنسے ہو کے وہ ہمسے خفا
آنکھ دکھلا کے ہمین ہین ایسی بتلاتے ڈپٹ
کہ سٹک جاتے ہین انڈے اے دروغ اس ڈانٹ پر
اور تم بھی پھر تو کونے مین ہو رہ جاتے سمٹ

ذکر گھر جانیکا اوسنے کل کیا جو جھوٹ موٹ
بات اُسکی سُنکے مین فوراً دیا رُو پھوٹ پھوٹ

جب مین رویا یون تو بولا ہنس کے وہ رشکِ پری
کسنے مارا ہے تجھے ایسا بتا تو کوٹ کوٹ

کہکے یہ مجھ سے لگا اوسنے جو چھاتی سے لیا
پی گئے اغیار اپنا خون جگر کو سُوٹ سُوٹ

اونکی افشان دیکھ کے اور ہو فدا دل جان سے
گر پڑے اختر فلک سے بس موہو لوٹ لوٹ

کشورِ حُسنِ صنم پہ کر چڑھائی اے دروغ
دشمنون کو صاف کر بس تم مزے لو لوٹ لوٹ

بچھا ہے میرے پلنگ پر جو آج گلشن لیٹ
تو وہ گل آکے رہینگے بس اب یقین لیٹ

لگا کے مسّی دھوان دھار باغ مین ہن گئے
خاک پر جلکے تو دیکھو ہے رہی سوسن لیٹ

سُرخی لب نے چمن مین ہے یہ دکھلایا رنگ
سرنگون ہو کے زمین پر ہین رہی گلبن لیٹ

ہے یہ دن عید سے بڑھکر تو مجھے یارو آج
ماہرو پہلو مین میرے ہی رہا بن ٹھن لیٹ

دیکھنا ہاتھ نہ چھو جائے زلف کو اُن کی
یہ ہوا خوب کہ پہلے سے رہی ناگن لیٹ

خوف ہر دم ہے کہ فتنہ نہ کھڑا ہو کوئی
شام سے گرچہ رہی ہے وہ سیہ باطن لیٹ

شکریہ کر کے ادا اُس سے کہو تم یہ دروغ
رات جاتی ہے بہت چل کے مرے محسن لیٹ

ردیف ث

اے پری ہر دم ترا مجھکو ستانا ہے عبث
آتشِ فرقت سے میرا دل جلانا ہی عبث

حسرتِ دیدار مین ہو خاک در تک یار کی
آ گیا ہون اے صبا اسکا اُڑانا ہے عبث

گر اُڑانا ہی ہے پونہچا دے مجھے تو اُسکے پاس
ہو جو مین پونہچا یہان اب پھیر لانا ہے عبث

رحم کھا تو حال پر میرے خدا کے واسطے
خاک سے میری بہ تجھے تو خار کھانا ہے عبث

مٹ گیا ہون سر بسر مین آرزوے وصل مین
پھر مرا تجھکو دوبارہ تو مٹانا ہے عبث

خاک نے میری ترا کیا ہے بگاڑا سچ بتا
بے گنا ہون کو ترا اتنا ستانا ہے عبث

مان جا بہر خدا ہون تھک گیا مین ناتوان
مجھ سے تجھ کو اوصبا زور آزمانا ہے عبث

جو نہین ہے ماننی کرنے سے منت اسقدر
تو سلیمان کی قسم تجھکو دلانا ہے عبث

یاد رکھ اس بات کو اچھی طرح سے تو ولیک
اسقدر تیرا زمین سر پر اُٹھانا ہے عبث

بکتے بکتے دل مرا سن ہوا لگا کرنے ہے اب
اسطرح مجھ ناتوان کو تو بکانا ہے عبث

چُپ ہو بس اے دروغ ہی چندروزہ یہ جہان
اس کی چیزون مین میان دلکا لگانا ہے عبث

بوسہ لینے پر صنم ہمسے جھگڑنا ہے عبث
مین ترا بندہ ہون مجھ سے تو بگڑنا ہے عبث

نوجوانی مین تو رہتے تھے بہت سیدھی طرح
اب ضعیفی مین ترا ظالم اکڑنا ہے عبث

جو اسیرِ عشق ہین اُن کو تو صیادِ فلک
تیرا زنجیرِ حوادث مین جکڑنا ہے عبث

جو نہین سُنتا فلک فریاد تیری تو اے دل
آستانِ دہر مین سر کو رگڑنا ہے عبث

اس مصیبت مین کر یادِ خدا دل سے دروغ
چرخ کج رفتار کا دامن پکڑنا ہے عبث

دین و دنیا عبث آغاز و انجام عبث
مین عبث تو عبث و خاص ہے اور عام عبث

مفلس و شاہ عبث خرقۂ احتشام عبث
کر و فر جاہ عبث اور ناز و انعام عبث

دن عبث رات عبث صبح عبث شام عبث
کل عبث آج عبث دم عبث دوام عبث

گل و گلشن عبث و گلرو و گل اندام عبث
بو و بلبل عبث گلچین او گل فام عبث

شر عبث خیر عبث غم الم آرام عبث — تن عبث جان عبث دل و دلارام عبث

مے و مینا عبث ساقی عبث و جام عبث — صید و صیاد عبث دانہ عبث دام عبث

مطلب و غرض دروغ ہے عبث و کام عبث

عشق و معشوق عبث عاشق ناکام عبث

مہینون آمد یان تیرے نہین آنیکا کیا باعث — رقیبون کے یہان تو روز ہے جانیکا کیا باعث

رہین آٹھون پہر اغیار تیرے گھر مین تو ظالم — ہمین اکدم نہین اندر ہے بلوانیکا کیا باعث

لڑاتے آنکھ غیرونسے ہو رہتے صبح سے تا شام — نہ ہمکو اک نظر دیدار دکھلانے کا کیا باعث

ہو ہنستے بولتے اور ونسے گھنٹون ہمسے تو لیکن — نہ برسون تک ہے مُنھ سے کچھ بھی فرمانیکا کیا باعث

رہین گھڑیون چڑھے چھاتی پہ تیرے دیگران پیارے

دروغ عاشق کو پاس اک پل نہ بٹھلانیکا کیا باعث

ہو گئے مجھ سے خفا کیا باعث — ہے مری کون خطا کیا باعث

ساتھ غیرونکے بہت لطف و کرم — ہمپہ صد جور و جفا کیا باعث

ڈھیلی کرتی سے تو تنگ آتے تھے — آج ہین بند تو وا کیا باعث

بولتے تھے نہین گالی کیسی — آج یہ نئی ادا کیا باعث

ایسے گھبرا کے اختلاط مین تم — ہو گئے مجھ سے جُدا کیا باعث

اومنوذن یہ کیا کیا تونے — دی ہے جو جلد صدا کیا باعث

دیکھا تو ہی ذرہ چل پھر کے — لوٹا قاصد نہ ہوا کیا باعث

دل سے نے خود نامہ بری کی ہر دل ہے — وہ بھی اب تک نہ پھرا کیا باعث

آج کل کو اپری پرائے دروغ — ہو گئے تم ہو فدا کیا باعث

ردیف ج

کیا بنی ہے خوب اُس مہرو کی سیج
دیکھنے قابل ہے اُس گلرو کی سیج

بے زبان ہے چشم کہہ کیونکر سکے
ہے بنی جس طرح اُس دلجو کی سیج

ہے زبان محروم حظِّ دید سے
جانے کیونکر وہ تو اُس گبرو کی سیج

ہو رقم کیونکر پڑی مدت سے ہے
مخمصے مین اُس خوش آبرو کی سیج

سیدھا ہو جاوے فلک اِک آن مین
دیکھ لے گر وہ خمِ ابرو کی سیج

بیخودی مین بھول جاوے آپ کو
یاد آ جاوے جو کمرِ مو کی سیج

چھپنا کیسا جُل مرین خورشید و ماہ
اک نظر دیکھین جو شعلہ رو کی سیج

دل پریشان ہو گیا سُنبل کا بس
دیکھی اُسنے جب سے اُن گیسو کی سیج

ہر دو عالم کیون معطر ہو گیا
دیکھی ہے کیا آج عطرِ بو کی سیج

کیا ہو تاریک دنیا جو ہوئی
دیکھی شاید نرگسِ جادو کی سیج

پھر جہان سارا منور ہو گیا
دیکھ کر رخسار دیدارو کی سیج

زشت روئی اُٹھ گئی ہے خلق سے
جب سے نازل ہو تو اُس خوشرو کی سیج

عالم الغیبی ہوئی حاصل دروغ
خواب مین دیکھی جو شیشہ رو کی سیج

واہ جی خوب نکالی سیج دھج
ہے یہ دنیا سے نرالی سیج دھج

عاشقو کھلتا ہے دروازہ حُسن
دیکھو آیا رکی عالی سیج دھج

شام تک کُل تو تھا کچھ اور ہی رنگ
ہے یہ سب آج نرالی سیج دھج

کم سنی مین ابھی اللہ اللہ
اسطرح سے ہے سنبھالی سچ دھج
سن یہ کہتا ہے وہ ننھے منھ سے
ہے ابھی تو مری بالی سچ دھج
بڑھتی جاوے خدا کرے دن دن
ہے مجھے دیتی خوشحالی سچ دھج

پوچھا جو مین نے دروغ ہنسکے کہا
خانہ زاد ہے مری بالی سچ دھج

کرتے ہو بات بات مین کیون غنچہ دہن کج
اک دم مین نکلجائیگا سب رشک چمن کج
ہے آج کل تو ایسا سمان کج ادائی کا
قمری سے کرتے باغ مین ہین سرو چمن کج
یہ خوف ہے مجھے کہ نہ جائے کمر لچک
بہر خدا نہ چال چلو نیک چلن کج
دل مین جو ہے بسا وہ مرے کج کلاہ تو
آتے نظر مین ہین در و دیوار و صحن کج
سونا تو نہین قبر مین بھی چین سے ہوگا
کرتے ہین جو د زات مری سیم بدن کج
ہون کشتہ جو مین ابروِ خمدارِ یار کا
کرتے ہین لوگ قبر مین بھی مجھکو دفن کج

کس کج ادا نے مارا ہے تجھکو تولے دروغ
رہتا ہے قبر پہ جو ترے چرخ کہن کج

ساقی پلاوے تو مے عشرت کا جام آج
ہو نام تیرا میرا تو بر آوے کام آج
ہے جلوہ گر جو یار مرا بر لبِ بام آج
جا چھپ رہا ہے برج مین ماہ تمام آج
پھولے نہین سماتے ہین جامے مین اپنے گل
آیا ہے باغ مین جو مرا گل اندام آج
ہوگا اسیر طائرِ دل اک جہان کا
رخسار پر بچھا ہے جو زلفو نکا دام آج
منظور کشتنی ہے جو سارے جہان کی
کرتے ہین کیا کیا ناز و ادا اہتمام آج
آنکھین اُمنڈ رہی ہین بہت زور شور سے
نوحِ عمر کی کشتی کا کرین انتظام آج

فرقت مین تڑپتا ہے دلِ برق وش مرا
لیتا نہین کوئی اُسے اک دم ہے تھام آج

ہوتا نہین قرار دلِ زار کو مرے
شاید کہ لامکان مین کرے وہ قیام آج

تھا تو ہنسا دروغ شبِ وصل مین کمال
لیتا رُلا رُلا ہے فلک انتقام آج

مریض عشق کا ممکن نہین ہوا سے علاج
نہ ہوتا ہے کبھی ہرگز کسی دعا سے علاج

مرضِ گریہ کو مرے دیکھکے بولے عیسیٰ
نہ ہوگا حشر تک اسکا کسی نوع سے علاج

ہوا ہون مبتلا ایسا مین نالہ سنجی مین
نہ ہوا پر نہ ہوا جسکا مسیحا سے علاج

رہا مین قبر مین بھی نعرہ زن تو بعد از مرگ
نہ ہوا درد کا میرے اجی قضا سے علاج

ہوا جو نغمہ سرا مری لحد پر وہ دروغ
تو ہوا جلد خوش آہنگ کی صدا سے علاج

ردیف ـ چ

خواب غفلت سے ہو بیدار ذرا دل مین سوچ
عمر جاتی ہے یہ بیکار ذرا دل مین سوچ

ٹٹی دھوکے کی ہے دنیا یہ تو تیرے آگے
اسکے پیچھے ہے تو کیون خوار ذرا دل مین سوچ

کوئی اپنا ہے نہ یان اور نہ کوئی بیگانہ
کس خطا مین ہے تو اے یار ذرا دل مین سوچ

کہتا ہے دوست کسے اور عدو کس کو تو
لا زبان پر نہ یہ گفتار ذرا دل مین سوچ

کرتا ہے خیر و شر کس سے جہان مین آ دل
چھوڑ دے دونون یہ تو کار ذرا دل مین سوچ

بھول مت جامۂ ہستی یہ تو ایسا نادان
ہوگا اک دم مین یہ نذر النار ذرا دل مین سوچ

یہ جہان ہے تو بنایا گیا مہمان سرائے
آئے دو روز گئے چار ذرا دل مین سوچ

بیچکر جان خریدار ہو نیکی کا ذرا
موت کا گرم ہے بازار ذرا دل مین سوچ

دے دوئی چھوڑ پیالہ مے وحدت کا پی
اس نشے مین ہو تو سرشار ذرا دل مین سوچ

حال عقبے کا بیان کرتے ہین دنیا مین سب
ہے کہان کھلتا یہ اسرار ذرا دل مین سوچ

وید و فرقان و توریت و انجیل و زبور
کرتے باہم تو ہین تکرار ذرا دل مین سوچ

اینجا تا نی بھی کیا کرتے ہین آپس مین یہ
کون ہو اسکا روادار ذرا دل مین سوچ

مجھکو افسوس یہ آتا ہے کہ پانچون یہ بزرگ
ہین تو نخوت مین گرفتار ذرا دل مین سوچ

مین کہون شان مین کس کے کوئی کلمہ اے دل
ہین تو یہ کُل بڑے دین دار ذرا دل مین سوچ

ہون مگر کہتا یہ مین بار بار اُس سے دروغ
جسکو ہے انسے سروکار ذرا دل مین سوچ

او طرحدار ذرا دل مین سوچ
کر نہ بیزار ذرا دل مین سوچ

خونِ عاشق تو ہوگا اِک دم مین
چشمِ مےخوار ذرا دل مین سوچ

تیر سے چھید تو جگر جائے گا
مژۂ یار ذرا دل مین سوچ

عاشق ناتوان پہ بس ہے ستم
اے ستمگار ذرا دل مین سوچ

گاج ٹوٹے گی قیامت پہ آج
برق رفتار ذرا دل مین سوچ

تلخ کامی سے مُوا جاتا ہون
شیرین گفتار ذرا دل مین سوچ

غمِ فرقت سے نہ ہل سکتا ہون
میرے غمخوار ذرا دل مین سوچ

شبِ فرقت کی صبح تو کردے
رُخِ دلدار ذرا دل مین سوچ

یاد کیون تجھکو نہین وعدے کی
اے وفادار ذرا دل مین سوچ

آج ہی وعدہ تو تھا ملنے کا
اے مِلنسار ذرا دل مین سوچ

قصۂ زلف کو نہ چھیڑ دروغ
ہے وہ طومار ذرا دل مین سوچ

ہے یار کا نہ پیچ نہ اغیار کا پیچ
جو کچھ ہے وہ ہے چرخِ ستمگار کا پیچ
ہوتے ہو شبِ ہجر مین کیون تم مضطر
وہ بھی تو ہے اک زلفِ سیہ مار کا پیچ
اک آن مین ہو گئی ابھی صبح امید
دکھلاے جو وہ برقعۂ رخسار کا پیچ
پس جاے آسیا مین بیخودی کے جہان
گر خواب مین دیکھے کمرِ یار کا پیچ

گردش مین رہے چرخ بھی تا حشر دروغ
دیکھے جو چیرہ بند کے دستار کا پیچ

ہے نہ برسون نہ مہینون نہ دن و پل کا پیچ
ہے اگر کچھ بھی تو ہے بال کے اک بل کا پیچ
اُسمین ہم مین تو تفاوت نہین اک تِل بھر کا
مانیے چاہیے سو آپ اپنے تو اٹل کا پیچ
آوے کسطرح نظر مین ذرا تم غور کرو
ہے نظر آیا تو کب چشم کو کاجل کا پیچ
سوچا کر غور جو جی مین تو یہ کہتا ہے وہ
یہ بنا رکھا ہے اُس شوخ نے یک چھل کا پیچ

دل کو آئینہ بنا کر کے جو دیکھا ہے دروغ
کھُل پڑا تب یہ کہ بس ہے ادل بدل کا پیچ

ناصحا پھر و نسے تو سمجھاتا ہے کیا اونچ نیچ
یہ رہِ عشقِ بتان ہے سُوجھا کیا اونچ نیچ
سنگ دل سی کام ہے دراہ سنگستان ہے
پر چلا جا بیدھڑک چڑھتا اُترتا اونچ نیچ
داغ کھا اُس شمرو کا دل ہوا مثلِ آفتاب
ہے کہان ہمکو اندھیرا یا اُجالا اونچ نیچ
رہروانِ عشق کو تو ہین سُو گم سب راستے
اُن کو کیا تو ناصحا اب ہے بتاتا اونچ نیچ
معاف کر ہمکو نہ ہمسے کر زیادہ بات چیت
اے بلند ہمت یہ ہر کس کو خوش آتا اونچ نیچ

ایک ٹھوکر عشق کی لگتی جو تجھ کو اے عزیز
دیکھتے ہم تب اگر تو یاد رکھتا اونچ نیچ

غیب سے اُستاد نے دی ہے صدا تجھکو دروغ
کہ چلا جا بیخطر سب پار کرتا اونچ نیچ

ردیف ح

خوش آتا نہین اُن کو مرا مشورہ صلاح
پر غیر سے کرتے ہین کیا مشورہ صلاح

ہے اپنا تو گذر نہین محلبس مین یار کے
کیا جانیے وان ہوتا ہے کیا مشورہ صلاح

دل کو میرے پھنسانیکو لگ اُسکے کان مین
کرتی ہے اُس سے زلفِ دوتا مشورہ صلاح

اللہ بچائے کہ ہین کرتے تو مل کے آج
غمزہ کرشمہ ناز و ادا مشورہ صلاح

طلبیدہ ہم بھی ہین تو شہادت کے شوق مین
دیتی نہین ہے لیک قضا مشورہ صلاح

ہو وے اگر وہ راضی بھی ملنے کو مجھسے تو
کب دینگے اُسے شرم و حیا مشورہ صلاح

لائے گی اُسکو کھینچ ترے پاس اے دروغ
کرتی ہے اب جو آہِ رسا مشورہ صلاح

مدِ نظر ہے اُنکے تو اغیار کی صلاح
کب مانتے ہین وہ تو بھلا یار کی صلاح

محتاط مزاجی تو ہے بس ختم یار پر
پاخانہ کو لیتے ہین وہ دو چار کی صلاح

آتے نہ میرے گھر کو وہ تا حشر بھی اگر
ہوتی نہ آج اُنکے جو گھر بار کی صلاح

ظاہر مین تو انکار وہ کرتے ہین سراسر
در پردہ و لیکن تو ہے اقرار کی صلاح

دل تو یہ چاہتا ہے بس اب چل کے سو رہین
بہتر ہے نہین ابھی مرے دلدار کی صلاح

کہتے وہ ہین ناز سے گردن مین ہاتھ ڈال
اکبار کی صلاح ہے کہ دوبار کی صلاح

مین بھی لپٹ کے کہتا ہون اُس شوخ سے دروغ
سچ ہے یار کہین آپ ہے تے یار کی صلاح

اُس شمع رو سے جو ہے دل کو لگایا بے طرح
آتش فرقت نے تو تن کو جلایا بے طرح

جان جاتی ہے مگر آتا نہین وہ گل نظر
حسرت دیدار مین ہے داغ کھایا بے طرح

کر جدا آغوش سے اِس چشم نا الطاف نے
میرے طفل اشک کو کیسا رُلایا بے طرح

تھا منا تا جسقدر مین اُتنا ہی روتا تھا وہ
حشر برپا تھا عجب وہ فیل لایا بے طرح

چپ ہوا تھا کچھ مگر یاد آگئی کہ صبح کو
جائیگا گھر یار پھر دنگا مچایا بے طرح

نیند اُسکی بے مزہ ہونے لگی جب آخر شش
دے کے تھپکی ناز کی اُسکو سلایا بے طرح

ہو رہا چپکا وہ تھا دم کھینچ کر جیون تیون دروغ
صبح ہوتے ہی تو پھر کیا راگ لایا بے طرح

وصل مین بھی یار نے جھگڑا مچایا بے طرح
عیش و عشرت مین ہمارا دل دُکھایا بے طرح

لے لیا بوسہ جو بے پوچھے صنم کے ہمنے رات
لاکھون صلواتین ہمین اُسنے سُنایا بے طرح

پھر بناوٹ سے بنایا مُنھ بگڑ کر اُسنے تب
گُدگُدا کر ہم نے تو اُسکو ہنسایا بے طرح

زلف کا حلقہ بنا کے گال کے تِل کے قریب
مرغ دل دانے پہ پھندے مین پھنسایا بے طرح

عشق مین اُس رشک لیلےٰ کے سراسر ہو خراب
اس دلِ مجنون نے دیوانہ بنایا بے طرح

تھا کیا جو شور رشب کو زلف کے سودائی نے
صبح ہتکڑیون کو ہاتھون مین ڈلایا بے طرح

صبر اسیر بھی نہ شوکت کو ہوا مطلق دروغ
گیسوئے مشکین تا درِ زندان لایا بے طرح

لائے بُلا جو اُن کو کوئی یان کسی طرح
بھولون نہ عمر بھر کبھی احسان کسی طرح

تسکین دلِ زار کی ہو جاے ہجر مین
گر مرض میرے گریہ کا کرنا ہے تجھکو دور
آجاے اجل غیر کی ہو میری زندگی
اُسکی قبا ہے میرے گریبان کے تار کی

دِکھ جاے وہ گر زلفِ پریشان کسی طرح
دکھلا طبیب وہ رُخِ خندان کسی طرح
نکلے جو اُنکے مُنھ سے ذرا ہان کسی طرح
دستِ اجل چھُڑاے نہ دامان کسی طرح

ترسا چکا دروغ کو دل بھر کے تو صنم
لگ جا گلے سے اب تو مری جان کسی طرح

ردیف خ

جان جاتی ہے نہین آتا شوخ
یون تڑپتا ہے بیٹھا کھڑکی مین
مین کہون لاکھ نہین سُنتا ایک
ہون بگڑتا جو کسی وقت ذرا
کرتا ہون مین جو لگاوٹ کی بات
مجھ سے ہم چشم نہین ہوتا ہے
عرش پر جاتا ہے چڑھ میرا دماغ
مہندی ہاتھونکی وہ نہین دھوتا
لیتا چُٹکی ہے دیتا گالی گاہ
ہم کلام ہوتا نہین مجھ سے کبھی
کبھی سیدھا کبھی اُلٹا سُوکے

بے طرح ہم کو ہے ستاتا شوخ
دیکھکر مجھ کو ہے اُٹھ جاتا شوخ
رہتا اپنی ہی ہے وہ گاتا شوخ
ناز سے باتین ہے بناتا شوخ
مجھ سے فوراً ہے بگڑ جاتا شوخ
آنکھ اورون سے ہے لڑاتا شوخ
ہے مجھے پاس جب بٹھاتا شوخ
آگ پانی مین ہے لگاتا شوخ
ہے غضب آج کل اِتراتا شوخ
اورون سے باتین ہے مٹکاتا شوخ
دیکھو ہے کسقدر اُٹھلاتا شوخ

ہے نہین اینٹھتا وہ مجھ سے مگر | بانکپن اپنا ہے دکھاتا شوخ

ڈھیٹھ ایسا ہوا ہے اب وہ دروغ
کہ ہے گردون کو بھی شرماتا شوخ

مین بلاتا ہون نہین آتا شوخ | پاس غیرونکے خود ہے جاتا شوخ
یہ فراموشی تو دیکھو اُس کی | ہے نہین بھول سے بھی آتا شوخ
رکھتا ہے دل مین عداوت مجھسے | آکے پھر لوٹ ہے جو جاتا شوخ
ہے تو در پردہ کوئی اور ہی بات | آنکھ جو مجھسے ہے چھپاتا شوخ
ہے لڑکپن مزاج مین اُسکے | دیکھو کیسا ہے ٹھنٹھناتا شوخ
دکھا گھنّا مزاج ایسا نہین | ہے وہ ہر وقت بھنبھناتا شوخ
اُسکی شوخی کا ٹھکانا ہی نہین | نیند مین بھی ہے چلبلاتا شوخ
بلغمی ہے سرشت کیا اُسکی | رات بھر رہتا ہے برّاتا شوخ

وصل مین رکھ کے وہ ضد اپنی دروغ
بانٹتی بھی نہین سلاتا شوخ

دورہ چشم سے تو ارض و آسمان کو ہے چرخ | نہ فقط ہے یہی اس اور اُس جہان کو ہی چرخ
ہے عجب نور پر یرو پہ میرے دیکھو آج | حسرت دید مین جسکے تو سلیمان کو ہی چرخ
مانگ لے ڈھب سے ہے نکالی مرے دلدار نے آج | ہو فدا جسپہ فلک پہ تو کہکشان کو ہی چرخ
ہین غضب نور فشان رخ پہ تو اُنکے افشان | دیکھ ذرات جنھین اختر تابان کو ہی چرخ
چال اُس ماہ وش کی دیکھکے اور وجد مین آ | لا بیان ہے جو ہوا ماہ جبینان کو ہی چرخ
پری تمثال کی خصلت کا کرون کیا مین بیان | سیرت نام خدا پر کرو بیان کو ہی چرخ

مصحفِ رو کی تو تفسیر دروغ ایک طرف
بیتِ ابروے صنم پر ہوا قرآن کو ہی چرخ

اُنکے رخسار کے خاطر مہِ تابان کو ہی چرخ
آستانِ یار کے خاطر ہوا رضوان کو ہے چرخ

صحنِ یار کی حسرت تو گلستان کو ہے
زلفِ مشکین کے لیے سنبل و ریحان کو ہے چرخ

لائیگا باغ مین تشریف صنوبر میرا
اس سبب سے جد مین آ سروِ خرامان کو ہے چرخ

آج کیا آمدِ دلدار ہے مرقد پہ میری
ورنہ کسواسطے ہوتا قبرستان کو ہے چرخ

گر ملے اُسکی غلامی تو کرین بے دامون
اِسلیے کوچے مین اُس کے حُور غلمان کو ہے چرخ

کوچۂ رشکِ پری کی ہی گدائی ملجاے
اس تمنا مین وہان روز سلیمان کو ہے چرخ

عارضِ یار کی تفسیر تو درکنار دروغ
نقطۂ خال ہے اُس بُت کے تو قرآن کو ہے چرخ

لباس یار نے ہولی مین ہے جو پہنا سُرخ
خون سے عاشق کے ہوئی ہے تو ساری دنیا سُرخ

حسرتِ دیدِ صنم مین ہین رویا خون اتنا
بخدا آنکھونسے میرے ہے بہا دریا سُرخ

دل ملا ہے کسی عاشق کا کہ پامال کیا
دست و پا یار کے ہین خوب تو دیکھو کیا سُرخ

جاے مل چھلا اگر اُنکا تو اسے زُرد حنا
بخدا سامنے غیر کے نکلے ہو مُنھ میرا سُرخ

جسقدر لال ہین لب اُس پری شمائل کے
اُسقدر لعل کہ مرجان تو کہان ہیگا سُرخ

سایۂ لالہ رو جیسے ہے پڑا گلشن مین
پھول لالے کا اُسی وقت سے پیدا ہوا سُرخ

نکلا جب تک نہ تھا باغِ جہان مین وہ دروغ
تھا نہ اک پھول بھی دنیا مین کبھی پھولا سُرخ

ردیف - د

یاد آئی جو اُنھین میری دلا میرے بعد
بھولا سب ناز و ادا وہ خوش ادا میرے بعد

لوگ ہنستے ہین ابھی دیکھ مرے سوگ والے کو
پر ملے گی نہ اُنھین وحشت مین جا میرے بعد

قتل کے وقت تو لائے نہین کچھ دل مین خیال
جب بہا خون بہت افسوس کیا میرے بعد

لے گیا قبر مین جو ساتھ غمِ یار کو مین
غمزدون نے مجھے دی خوب دعا میرے بعد

پیچ گیسو کا جو اُنکے تھا مین گشتہ بخدا
حال ہرگز نہ کسی پر یہ کھلا میرے بعد

جان دی اُسکی محبت کا جو دم بھر مین نے
نام الفت کا کسی نے نہ لیا میرے بعد

لاکھ صدمے سہے تا زیست وفا سے پر جب
مین مُوا نام وفا بھی نہ رہا میرے بعد

تھی بہت سخت عداوت جو صبا کو مجھسے
خاک اُڑائی بھی درِ یار سے جا میرے بعد

غیر کے نقشے کے جمنے کا تو ہی ذکر ہی کیا
ہاتھو مین رنگِ حنا بھی نہ جما میرے بعد

اُنکی مجلس کی بھی رونق رہی میرے دم تک
جانے ہرگز تو نہ پائی بھی صبا میرے بعد

روبرو دل کی تو مروّت سبھی کرتے ہین دروغ
بات ہے جب کہ رہے دھیان ترا میرے بعد

دشمنِ جان ہونا تو ہے دوستداری سے بعید
گو وہ غم سینے پہ رکھنا غمگساری سے بعید

ہر گھڑی نامحرمو نکے سامنے مُنھ کھولنا
ہے تمھارا مہربان یہ شرمساری سے بعید

غیر کے دم مین تو آجاتے ہو آسانی کے ساتھ
ہے نہین کیا یہ بتاؤ ہوشیاری سے بعید

پاس بٹھلا کر رقیبون کو ہو رکھتے مجھکو دور
یہ تو حرکت آپ کی ہے سخت یاری سے بعید

مجھکو بھٹکاتے ہو کیون تم عشق مین اے صنم
مت چلو وہ راہ جو ہے راہداری سے بعید

کرکے وعدہ وصل کا لی پھر نہین مطلق خبر
ہے سراسر یہ وفاداری تمھاری سے بعید

اب یہ کہتے ہو ملینگے حشر مین تجھسے دروغ
ایسی باتین تو ہین پیارے انتظاری سے بعید

لاکھ کہتا ہون اُس سے دل کا درد
اُسکو بالکل نہین ہے آتا درد

مین تو روتا ہون درد مین اپنے
قہقہہ ہے وہ مارتا بیدرد

دق تپ ہجر سے ہوئی ایسی
ہو گیا چہرہ میرا سارا زرد

آبِ نامہری سے صنم کے ہاے
ہو گیا اب تو دل ہمارا سرد

ایسے بیدرد سے خدا کی پناہ
ظالمون مین بھی ہے وہ نکلا فرد

منصفی آپ کی ذرا دیکھو
مجھپہ الزام ہے دھرا ناکرد

ہم تو کہتے ہین منھ پہ اُنکے دروغ
بیٹھ پیچھے کہے سُو ہے نامرد

کھیل چوسر مین ہے وہ ایسا فرد
دے طمع بوسہ کی ہے مارتا نرد

اُسکی نیرنگ چال دیکھ مرا
رنگ رو کا تو ہے ہو جاتا زرد

اُسکے پو بارہ بات بات مین ہین
دیکھکر چال یہ ہے پانسہ سرد

یا خدا جُگ رقیب کا پھوٹے
ہووے منھ اُنکا بھی تو گرد اگرد

میری جان بازی دیکھکر کے دروغ
بولے کیا ہی جوان دیکھا مرد

ہر گھڑی آتی ہے کسی کی یاد
پہرون سمجھاتی ہے کسی کی یاد

رات دن ہے جو طفلِ دل روتا
اُس کو سمجھاتی ہے کسی کی یاد

پوچھتے ہین جو کیا ہے مجھے
مجھسے کہہ جاتی ہے کسی کی یاد

برسون اُس سنگدل کو یا اللہ
بھولنے آتی ہے کسی کی یاد

جسکو ہچکی جہان مین کہتے ہین
وہ مجھے لاتی ہے کسی کی یاد

پاکے غمگین مجھکو فرقت مین | غم مرا کھاتی ہے کسی کی یاد

وہ تو ہمدم دروغ ہے اپنی
دل سے کب جاتی ہے کسی کی یاد

ردیف ڈ

اُنکو رہتا ہے تو اپنی خود نمائی کا گھمنڈ
ہمکو رہتا ہے تو اُنکی پارسائی کا گھمنڈ

اُنکو رہتا ہے تو اپنی بیوفائی کا گھمنڈ
ہمکو رہتا ہے تو اپنی باوفائی کا گھمنڈ

کرتے ہم سے گو ہین وہ بےاعتنائی پر سدا
ہمکو رہتا ہے تو اُنکی آشنائی کا گھمنڈ

کی قدم بوسی ہے خاکِ آستانِ یار کی
اسلیے سرکو ہے اُسپر جبہہ سائی کا گھمنڈ

پیر کی ٹھوکر سے مُردے زندہ ہو اُٹھ بیٹھتے
ہے بجا گر وہ کرین اب تو خدائی کا گھمنڈ

سجدہ کرتا ہے برہمن شیخ بنتا بُت پرست
کیون نہ ہو اُنکو تو پھر ساری خدائی کا گھمنڈ

جن و انس و حور و غلمان ہین فرشتے زیرِ حکم
پھر کرین وہ کیون نہین فرمان روائی کا گھمنڈ

ہو رہا مشتاق ہے سارا زمانہ دید کا
اس سبب سے کرتے ہین وہ رونمائی کا گھمنڈ

کوئی گھائل ہے تڑپتا ہے کوئی بسمل دروغ
لیک ہے اُس کج ادا کو خوش ادائی کا گھمنڈ

دل لیکے ہوا اُنکو ہے دلداری کا گھمنڈ
جان دیکے ہمکو بھی ہے جان نثاری کا گھمنڈ

ہو ناز دار تم جو تو ہم ناز بین بردار
سُوجھتا ہے یہ کسے ناز داری کا گھمنڈ

بر وقتِ ضرورت تو ہمین کام آئینگے
تم غیر کی رکھو نہ مددگاری کا گھمنڈ

یہ سچ ہے کہ لاکھون طرحدار ہو تم پر
ہمکو بھی ہے اپنی تو وضعداری کا گھمنڈ

گر تم کو ہے غرور جفا کاری کا اپنی — سُن رکھیے مرا ابھی تو بُردباری کا گھمنڈ
مشہور بے وفا مین زمانے مین آپ گر — ظاہر ہے خلق میرا وفاداری کا گھمنڈ
دم بھرتے مین اُس بُت کا تو شیخ اور برہمن — نکلا ہے خوب دونون کی دینداری کا گھمنڈ
یہ تو بتا وضو ہے وہ زُنّار توڑتا — دین اسکا گیا اُسکی وضعداری کا گھمنڈ

ہے بادشاہِ حُسن خدا ہو ترا دروغ
رکھتا ہے اپنے دل مین جہانداری کا گھمنڈ

ہے عشق تیرا تو دنیا مین مرے یار گھمنڈ — دل مین غرور ذرا کر نہین زنہار گھمنڈ
رتبہ و علم و ہنر حُسن کو کس کے ہے قرار — ہے اسیواسطے ان سب کا تو بیکار گھمنڈ
زور و مال و ثروت پہ ہے نازان کیا تو — یہ مین سب مار وہے تو زہر مار گھمنڈ
اِس سے غافل نہ کسی وقت رہا کرورنہ — جان چھوڑیگا نہین تیری خبردار گھمنڈ
یاد رکھو قول یہ دل مین تو مری جان اپنے — کرتے نادان ہین نہین کرتے ہین ہشیار گھمنڈ
بلکہ ذرا خوفِ خدا دے نہ کسی کو تو رنج — ہیچ ہے ظلم و ستم کا اے جفاکار گھمنڈ

اس سے نفرت تو سدا کرتے ہین ذی علم دروغ
جاہلون کا ہے مگر طُرّۂ مردار گھمنڈ

عاقلون کو نہین درکار گھمنڈ — جاہلون کا ہے سدا کار گھمنڈ
رحم دل اسکو سمجھتے ہین عدو — ظالمون کا ہے دوستدار گھمنڈ
سادہ دل رہتا ہے اس سے لرزان — مفسدون کو ہے خوشگوار گھمنڈ
خیر اندیش تو رہتا ہے دور — ہین بداندیش رو ادار گھمنڈ

ہے دعا بے دروغ شام و سحر — ہو وے دنیا سے یہ مسمار گھمنڈ

کہہ موئے سے کہ وہ بٹھالے رانڈ — وہ ہی سہرا ویگی تو اُسکے آنڈ
کھانے کو دے گی دودھ بھات اُسے — مُنھ بھی میٹھا کرے گی دیکے کھانڈ
رات کو پھر بنائیگی حلوا — ہین جو پھرتے بنے وہ موٹے سانڈ
مجھ سے بُو لینگے تو مین اُل بیلی — دونگی اک سر مین بھاری اُنکے ڈانڈ

ہوگے کرتے دروغ یہ کیا تم
ہو غزل کہتے یا کہ بنتے بھانڈ

ردیف ذ

ہوکے مشتاق بنا ہے دلِ مضطر کاغذ — خود بخود جاتا ہے اُس تک مرا اُڑکر کاغذ
نامہ بر ہے وہی نامہ بھی تو خود دل اپنا — اسلیے مین نے نہ بھیجا اُسے لکھکر کاغذ
تھا جو مشتاق بہت دیدِ صنم کا مرا دل — بادِ صرصر سے گیا خود ہی تیز تر کاغذ
یا د مین اُسکے جو دل تھا مرا بھولا خود کو — مارا مارا وہ پھرا شہر مین دردر کاغذ
تھا جو مفتون وہ دل چالِ صنم پر میرا — حسرتِ دید مین کھاتا تھا تو چکر کاغذ
اس تگا پو مین ملا جب نہ اُسے یار اپنا — مارتا تھا در و دیوار سے ٹکر کاغذ

سرزنش جستجو اُسکی مین رہی خوب دروغ
پر جنون نے نہ دیا آنے رلو پر کاغذ

ہے رقم وصفِ رخِ یار جو اندر کاغذ — ماہ سے بھی تو فزون ہے یہ منوّر کاغذ
ہے جو مندرج صفت اُسمین مرے گلرو کی — بنگیا رشکِ گلستان ہے سراسر کاغذ
حال اُسمین جو لکھا ہے کسی شیرین لب کا — ہوگیا قند سے میٹھا تو ہے بڑھکر کاغذ

زلفِ مشکین کا بھی احوال لکھا ہے اُسمین / مشک و عنبر سے فزون تر ہے معطّر کاغذ
بحرِ خوبیِّ صنم کا جو کیا ذکر مدام / دولتِ حُسن کا منبع ہے و مصدر کاغذ
ہے ثنا خوان جو وہ اُسکی کرم و بخشش کا / رشکِ حاتم ہے زمانے مین مخیّر کاغذ

بیقراری کو نہ کرنا تھا رقم اپنی دروغ
ہاتھ مین اُنکے تو ٹھیرا ابھی نہ دم بھر کاغذ

مژدہ باد اکہ ہے پہنا جو جگا یا تعویذ / تو ہرے منھ سے لگا اُسکے گلے کا تعویذ
گوری رنگت پہ نظر بد سے بچانیکے لیے / چشم بد دور انھین دیتا ہے زیبا تعویذ
سبز پوشاک کے اوپر تو غضب ہے یہ پھبن / تو نے جو سیم بدن پہنا سُنہلا تعویذ
اُنکے جوبن کے بَنَو اور ٹھُلَن کے اوپر / دل کو عاشق کے تو دیکھو ہے لُبھاتا تعویذ
ڈھونڈھا ہر چند مگر دل کو نہ پایا مین نے / اُسکو دلدار نے میرے تھا بنایا تعویذ
اُس پری رو نے پہن کر کیا جادو مجھ پر / رات دن آنکھ مین اُسکا ہے سمایا تعویذ

خوب ترسایا دروغ اُسنے مجھے برسون تک
منّتون سے تو مگر رات دکھایا تعویذ

یار نے ایسا چھُپایا تعویذ / رات بھر ہم نے نہ پایا تعویذ
اُن کو ایسا ہے خوش آیا تعویذ / دل مرا اُسکے بَنایا تعویذ
ہم نے چاہا کہ ذرا دیکھین پر / اُس پری نے نہ دکھایا تعویذ
جستجو مین ہوا مین گُم اُسکے / تب بھی اُسنے نہ بتایا تعویذ
اُس پری کو تو اثر کچھ نہ ہوا / تھا مرا اگرچہ جگا یا تعویذ
اُلٹا الزام یہ رکھا مجھ پر / کہ مرا اُسنے چُرایا تعویذ

مین نے انکار کیا تو یہ کہا
نہ چورایا یہ گُسا یا تعویذ

بات یہ سُن کے دعا کی مین نے
جا وے بِل اُسکا خدایا تعویذ

دق مجھے یار کو کرنا تھا درو غ
نیچے تکیے کے دبا یا تعویذ

اُس یوسفِ ثانی کے ہین لب جسقدر لذیذ
پائے نہ اُسقدر کبھی قند و شکر لذیذ

مصری گھلا کی مُنھ مین تو میرے تمام عمر
بوسہ دیا صنم نے مجھے ایک گر لذیذ

مین تو بیون نہ شوق سے الفت کا جام کیون
دیتا ہے یار ہاتھ سے اپنے جو بھر لذیذ

لعابِ دہن مجھے دے جو وہ دلبرِ عرب
روحِ شریف میری بنے سر بسر لذیذ

پھینکی جو کرکے اُسنے تھی مسواک حلق مین
پیدا ہوا درو غ تو ہے نیشکر لذیذ

ردیف ۔ ر

تھرا تا ہے خورشید رخِ یار دیکھکر
بل کھاتے ہین زلفون کو سیہ مار دیکھکر

حیرت قمر کو ہے رخ دلدار دیکھکر
گیسو مین اُلجھتی ہی شبِ تار دیکھکر

وقتِ سحر سخن مین جو دانت اُنکے کھل پڑے
ٹوٹ بند ہوئے فلک پہ اخترِ سیّار دیکھکر

گردش ہوئی فلک کو جو وہ سیر کو چلے
دل پس گئے عالم کے وہ رفتار دیکھکر

مٹا جو تھا درو غ رقیبون کو تو اُنین
تلوار چلی اُسکی ابروِ خمدار دیکھکر

شور است آید آید ہر سو دلا بہار
جامِ شراب ناب مرا ساقیا بیار

نزدیکِ من بیا و رخِ روشن بنما
تاریکیِ شبِ ہجر رود تا و فاشعار

کردم تلاشِ یار و لیکن نیافتم
آید بدور سر بگیر فتند چو یا قرار

گفتم ہزار بار و لیکن نہ بشنوی
آن شوخ سنگدل ادا آشنا مدار

گر آن بتِ کافر بکند شاد ز وصلش
جان را کنم بہ مرتضیٰ مشکل کشا نثار

بیدار شود بخت و شوم از خودی بیہوش
گر یار باصفا بنماید مرا رخسار

در ہجرِ صنم رنج خورد تا بکے دروغ
این ست دعا ز دود خدا مدعا بر آر

دعا کی ہی ہمنے اس سے برسون لگا کے دل آنکھ اُٹھا اُٹھا کر
دیے ہین بوسے تب اُسنے نزدیک ہم کو اپنے بٹھا بٹھا کر

ہنسا جو تھا وصل مین ہمدم بھر تو عمر بھر پھر رہا یہ عالم
کہ ہجر مین چشم تر نے میرے بہا سمندر رُلا رُلا کر

کسی کو دیتی ہین بل کسی کو تو ڈستی ہینگی تمھاری زلفین
ہین بالی ناگن غضب کیا ہی تو سر پہ اُنکو چڑھا چڑھا کر

اُٹھایا مُردونکو تو نے تجھسے مری مسیحا نے ایک دم مین
جو ایک ٹھوکر لگائی بُت نے ہوی کھڑی سب خدا خدا کر

ابھی تلک تو کیا تھا کرتا وہ باتین مجھسے تو بھولی بھولی
یہ چار دنسے بنایا اُستاد غیرون نے ہی پڑھا پڑھا کر

گذر جو غیرونکا اب ہوا ہی تو کر کے ازبسکہ مجھسے نفرت
بگاڑتے ہین مری وہ صورت ہزارون باتین بنا بنا کر

جلایا ہو گا کسی کو اُسنے دکھا کے اپنے رخِ مسیحا
کیا ہی بسمل دروغ کو تو مژہ کی تیر ین چلا چلا کر

تنہا یہان سے تو اے میری جان سفر نکر
مجھکو نہ چھوڑ کے میری جانان سفر نکر

خدمت کرونگا راہ مین مین تری اے صنم
میرے بغیر مین ترے قربان سفر نکر

جائیگی جان نکل جو گیا مجھکو چھوڑ تو
واللہ بغیر میرے مہربان سفر نکر

صورت سفر کی اور سقر دونون کی ہی ایک
تو ہان کہا بے سر و سامان سفر نکر

ڈوبونگا گر کے چاہ مین گر نے گیا نہ تو — رکھ یاد میرے یوسفِ کنعان سفر نکر
سولی پہ دے چڑھا وسے پیچھے تو چھوڑ کر — شیدا اے قد کو سروِ خرامان سفر نہ کر

ٹک سُن غریب کی تو بھلا التجا دروغ
بے مہر سے لیے او شہ شاہان سفر نہ کر

دردِ فرقت سے ہے ناسور ہوا سینے پر — رنجشِ دل سے غبار آ گیا آئینے پر
گال کا تِل جسے سمجھا ہون سرا سر ہے غلط — حلقہ زن مار ہے اُس حُسن کے خزینے پر
صورتِ نقش بھر آنکھ مین جلوہ ہے مرے — نامِ دلبر ہے کھُدا دل ہی کے نگینے پر
چال سے یون ہی تو ہوتی ہے زمین پر چل چل — اے صنم دیکھو چڑھو جلد نہین زینے پر
شکوۂ ناز کرون یا کہ ادا کا اُن کے — ایک ہے بر سرِ پرخاش ایک کینے پر
لاکھ سمجھاتا ہون پر ہے بحرِ صنم ہین میرا — دل کسی طور سے آتا نہین قرینے پر

یوری مِنّت کرو دروغ کی رسول اللہؐ
نیاز دِ ن رکھون عَلَم تربتِ مدینے پر

سیدا اے قمر ہون رخِ دلدار سمجھکر — جان قوس پہ دی ابروِ خمدار سمجھکر
گلشن مین آنکھ دیکھ کے اُس گلعذار کی — سکتے مین ہو ا نرگسِ بیمار سمجھکر
برچھی کے لاکھ وار سے بھی ہے یہ تیز تر — کھانا دلا تو وار مژۂ یار سمجھکر
مستی لبِ لعلین پہ دیکھ باغ مین سوسن — جَل خاک ہوئی شعلہ دھواندھار سمجھکر
دیکھین جو جوہری کبھی دندانِ یار کو — جان بیچ خریدین دُرِ شہوار سمجھکر
دیدار حسنِ یار ملے ہمکو کیون کہ جب — چھپتے ہین مجھے طالبِ دیدار سمجھکر

اُس شوخ ستمگر سے نہ کر دوستی دروغ — دے چھوڑ اُسے تو بھی دلآزار سمجھکر

ردیف ڑ

ڈال کے بل زلف نے دل کو مرے ڈالا مروڑ
کافر بیرحم نے خانۂ خدا کو ڈالا پھوڑ

اُڑ کے ڈستی ہین یہ ناگن چھوڑتی جیتا نہین
مار سبز و سرخ پایا ہے تو دیوے کالا چھوڑ

جسکو سمجھا ہے تو لٹکن ہے وہ قفلِ قصرِ حُسن
بوسہ لینا ہے اگر پہلے تو وہ دل تالا توڑ

زلف اُسنے بام پر جھٹکائی تو بس دل مرا
ایک جھٹکے مین ہوا اسکو بارہ بالا کروڑ

آتشِ حسرت سے داغِ دل درِ و غاگل ہوا
وصل مین بھی سُو رہا جب مُنھ کو وہ گل لالہ موڑ

آج سب دن سے پڑا ہے یہ سُنائی ہُلڑ
عشق کی فوج نے بیڈھب ہے مچائی گڑبڑ

نقد دل ہاے مرا لُوٹ لیا ہے اب تو
جان بچنا مجھے دیتا ہے دکھائی اڑتڑ

ہجر نے اُسکے کیا ایسا مجھے کاہیدہ
جسم سے کہ رگِ جان تک نکل آئی ٹرسٹ

کھینچ کر تیغ کھڑا کیون ہے بھلا او قاتل
ہمنے پھیر دنسے تو گردن ہی جھکائی ٹرپڑ

جوگ اُس طفلِ برہمن کا لیا ہے جبسے
دھونی کوچے مین تو اُسکے ہی رمائی اَڑاَٹ

وصل مین ہمنے کیا بوسہ طلب اُس سے جب
بولا شوخی سے یہ کیسی ہے لگائی بڑبڑ

اے دروغ آج ہوئی ہمکو شبِ وصل نصیب
وہ بھی دلدار نے میرے تو گنوائی لڑلڑ

مجھسے جب سے وہ گیا ہے بُتِ بے پیر بگڑ
جانا مین نے کہ گئی ہے مری تقدیر بگڑ

عقل ہوتی ہے سلب جاتی نہین رہتے ہین حواس
بخت بگڑے جو تو سب جاتی ہے تدبیر بگڑ

ہین بنے آج وہ بے طرح خدا خیر کرے
ڈر ہے جاوے نہ کہین عاشقِ دلگیر بگڑ

دل تو چلپنی ہوا اب جان بچائے اللہ | تیر مژگان ہوئین سیدھی گئی شمشیر بگڑ
اُنکے دل مین جو کدورت مری جانب سے ہوئی | حیف صد حیف خدا کی گئی تعمیر بگڑ
بن پڑے کیون نہ رقیبونکی سراسر اب تو | مجھسے وہ بُت جو گیا ہے بلا تقصیر بگڑ

ہووے کس طرح دروغ اُسکا نصیب ہکو وصال
اندنون آہ کی ہے گئی تاثیر بگڑ

مجھکو تنہا تو غمِ یار نہ چھوڑ | مان کہنا مرا زنہار نہ چھوڑ
فرقتِ یار رشتۂ جان کو | توڑا ایسا کہ لگا تار نہ چھوڑ
گر بلا مین ہے پھنسایا تو اب | تو ہی اے زلفِ سیہ یار نہ چھوڑ
دردِ فرقت مین تو احسان ہوگا | جو تو اے ابروِ خمدار نہ چھوڑ
تیز گامی نہ کرکے شوقِ وصال | مجھکو لِلّٰہ پسِ دیوار نہ چھوڑ
جان فرقت مین تو لبون پر ہے | حالتِ نزع ہے دلدار نہ چھوڑ

جامِ دیدار پہ دروغ رہے
گر تو اے دیدۂ میخوار نہ چھوڑ

یہ کیسی سینے مین دل آج کل اُکھاڑ پچھاڑ | محال جان ہے نہ کرے محل اُکھاڑ پچھاڑ
جگر کے داغ جو اُبھرے ہین خارِ حسرت سے | یہ بار بار ہین کرتے سنبھل اُکھاڑ پچھاڑ
لیا کنار مین جو بوسے وہ خفا ہوکر | لگائی کیسی ہے بیجا یہ چل اُکھاڑ پچھاڑ
جواب مین نے دیا جانِ جان مری یہ ہے | معرکۂ وصل نہ جنگ و جدل اُکھاڑ پچھاڑ

دروغ سُنکے وہ تیوری بدل کے اُسنے کہا
ترے ہین ہیچ نہ باتین گٹھل اُکھاڑ پچھاڑ

ردیف ز

وہ آئے گر کبھی پری ذیشان ایک روز
ہو جائے گھر مرا بھی پرستان ایک روز

برسو نہین بھی جو آتو مری جان ایک روز
نکلے ہمارے جی کا بھی ارمان ایک روز

شاہ جہان اگرچہ ہے ہر ماہ کا لیکن
آیا نہ اس طرف مہ تابان ایک روز

فرصت ہوئی نہ کھانیسے غم ایک دم ہمین
صد حیف نہ نکلا مہ رمضان ایک روز

اشعار پہ صفت رخ انور کہا کیے
دل مین سمجھ کے یہ پڑھا قرآن ایک روز

دندان مستی مالیدہ کے اوصاف جب لکھے
تفسیر ہوئی نقطۂ فرقان ایک روز

خط جلی سے ہم نے صفت ابرون کی لکھا
لکھے بہت قرآن کے دیوان ایک روز

پنہان ہوا نظر سے مرے جب وہ خندہ رو
خندان ہوا نہ یہ دل نالان ایک روز

دنیا ہے جاے رنج و خوشی دونون کی فروغ
خندان ہے کوئی گہ کوئی گریان ایک روز

پیغام وصل آیا نہ آئی اجل ہنوز
کھاتا ہے پیچ زلف مین دل کیا ہی بل ہنوز

ہم حشر کے وعدے پہ رہے زندہ آج تک
صد حیف نہ آیا ہمین روز عدل ہنوز

جب مین نے کہا اس سے کہ ہل آج کہا کل
کل کل یہی رہی نہ ہوا اسکا کل ہنوز

اس آج کل مین اسکی تو بیتی تمام عمر
بیکل سدا رہے نہ ملی ہم کو کل ہنوز

مہر خموشی عشق نے کس بے دہن کے دی
ایسی کہ جسکا عقدہ ہوا ہے نہ حل ہنوز

ہنس بول لے سبھی سے مری جان چند روز
آخر تو ہین دنیا کے یہ سامان چند روز

عیش و طرب و جاہ و حشم بے ثبات ہیں — اِن پر نہ بھول اے دلِ ناداں چند روز
ہے پُر ثمر یہ نخلِ جہان اے گُلِ خوبی — بھر ثمرۂ جاوید سے داماں چند روز
بدبات ہے خزاں وہ ہے نیکی بہارِ عمر — چل نیکی روش ہے یہ گلستاں چند روز

نغمہ سرا ہو یادِ الٰہی میں اے دروغ
دل کو بنا کے مرغِ خوش الحان چند روز

دشمنِ جان ہو شبِ وصل گجر کی آواز — جان نکل جاتی ہے سُن مرغِ سحر کی آواز
جامع مسجد مری ڈھانے کو موذّن کی صدا — گوش زد ہوتی ہے جیون تیشۂ تبر کی آواز
بخدا عزّ و جل جان مری لینے کو — ملک الموت ہے اس پیر بشر کی آواز
غمِ فرقت سی چھڑانے کے لیے ہجر کی رات — کان میں اپنے نہ آئی محشر کی آواز
نالہ سنجی نے مرے موم کیا پتھر کو — سنگدل نے نہ سُنی پر یہ اثر کی آواز
اس زمانے میں تو ہے شور و فغاں لاحاصل — زود اثر ہے شجرِ صبر کے بَر کی آواز

دلِ بیتاب نے برپا ہے کیا حشر دروغ
پر سُنی اُس نے نہ اِس خستہ جگر کی آواز

کب ہو شبِ فراق سے زلفِ بتاں دراز — ہمدم نہ اُسکے طول سے کر داستاں دراز
موبافِ زریں تو ہے نہیں پیٹھ پر اُسکے — دراصل ہے وہ اژدرِ شعلہ فشاں دراز
سمجھے ہے خلق تیرگی جسکو بروئے چرخ — ہے واقعی وہ دود جو آہِ زناں دراز
پیچھے ہٹے نہ تا کجا گھبرا کے پائے صبر — کرتے ہیں دست جب ستم ایجادگاں دراز
کے آدمی و پیر شدی در جہان ہنوز — ناصح چہ میشوی بہ نصائح زباں دراز
آموز زمن پند و بنہ یاد این کلام — کان پر ز پند ہست دلِ عاشقاں دراز

کب تک سہون مین درد جدائی کو اے دروغ
لاؤن زبان پہ جو نہ شور و فغان دراز

ردیف س

دُر نمودار ہین کیا زلف سیہ یار کے پاس
یا کہ اخگر ہین جمع مار شرر بار کے پاس

یا فشان نور ہین افشان گیسوئے یار کے پاس
یا کہ ہین اختر تابان شب تار کے پاس

گرمی حسن سے آیا جو عرق ابرو پر
سر دعشاق ہوے گھاٹ پہ تلوار کے پاس

سیکڑون خشک گلو جاتے ہین خواہش کر کے
واہ کیا آب ہے اُس ابر دِ خمدار کے پاس

سرخی پان مسی مالیدہ لبون پر ہے نہین
ہے دل سوختہ اُس شعلہ دھواندھار کے پاس

اس تمنا مین کہ ملجاے وہ شیرین لب کاش
دل فرہاد رہا کرتا ہے کہسار کے پاس

آج مرقد پہ ہے آمد شمع رو کی میرے
دم بدم گل ہے کھلاتی شمع مزار کے پاس

کفر و اسلام مین نسبت کی شہادت کے لیے
خال ہندو ہے مگر مصحف رخسار کے پاس

خیر مین شر نہین شامل ہے تو پھر کیون اے دروغ
گل کو اللہ نے پیدا ہے کیا خار کے پاس

جا یا ہر وقت گیے بزم مین اغیار کے پاس
بھول سے آکے نہ بیٹھے وہ کبھی یار کے پاس

کیا عجب بیٹھے وہ گلشن مین جو اغیار کے پاس
گل سلف سے ہین رہا کرتے سدا خار کے پاس

خواب غفلت ہی خوب ہمکو ہوشیاری سے
ہین نہ بیٹھے جو انھین چشم انتظار کے پاس

تیرا احسان نہ بھولون مین تا بہ عمر صبا
خاک میری کو جو پونہچاے کوے یار کے پاس

خضر کا سا نہ ٹلون شوق دید مین تیرے
کوئی پونہچاے مجھے جو تری دیوار کے پاس

قد و گیسو کے تصور کا تماشا دیکھا
ہم سدا شوقِ شہادت مین رہے تشنہ جگر
نوک جھونک ہمسے وُاس سے رہی اسطور کہ ہم

بارہا طوق بہ گردن گئے ہم دار کے پاس
گو کہ سو بار گئے تیغ آبدار کے پاس
رہے سینہ سپر اُسکے مژۂ خار کے پاس

مین وہ بلبل ہون طلب جسکی گلون کو ہے دروغ
دیکھ صیاد ذرا چل کے سے گلزار کے پاس

دل کو نہین مرے کبھی گلزار کی ہوس
ہو وینگے مشتری سبھی انسان زلیخا وار
دل شیفتہ ہون جب سے مین اُس قد و زلف کا
مین خالی از علت نہین رہ زن یہ قبر مین
یہ ظلم دیکھنا کہ جو سوم کو سنگ دل
اسپر بھی در گذر نہین کرتا وہ ستم گر

پر رہتی ہے مدام کوے یار کی ہوس
یوسف کو مرے ہو گی جو بازار کی ہوس
پھانسی کی ہے ہوس وہی یا دار کی ہوس
اسلیے بر آئیگی ترے دیدار کی ہوس
رکھتا ہے قبر کی مرے سنگسار کی ہوس
کہتا ہے سب مجھسے اسکی ہے مسمار کی ہوس

راضی دروغ اُسمین ہے جسمین تری رضا
بسم اللہ ہے اگر یہی دلدار کی ہوس

آئی بہار پر نہین اپنے بجا حواس
گل کی ہنسی یہ پھوٹکے روتی ہے زار زار
سُنبل کو دیکھ باغ مین مجھکو ہوا خیال
دل سے متاع ہوش و خرد لیکے وہ صنم
جاگیر دی انعام مین صحرائے ہجر کی
کاہیدہ ہون مین ایسا کہ دیکھے جو جسمِ زار

کرتی ہے منتشر مرے زلفِ دوتا حواس
شبنم کرے ہزار طرح ایک جا حواس
زلفِ دوتا کا ایسا کہ میرا اُڑا حواس
دلدار بنا لیکے مرا دلربا حواس
مجنون بنا کے لے گیا لیلیٰ ادا حواس
کھو دیوے بالیقین تنِ کہربا حواس

شکوہ ہے اِسلیے مجھے اُس زلف کا دروغ
کھو دیتی ہے وہ وصل مین بھی بس مرا حواس

پری پیکر نے ہم کو رات وہ جلوہ دکھایا بس / سحر ہوتے ہی اُسنے اپنا دیوانہ بنایا بس
جمالِ یاران آنکھو مین ہے ایسا سمایا بس / نظر عالم مین پھر اُسکے سوا کوئی نہ آیا بس
مے توحید کا پیکر پیالہ دستو ہم نے / جسے دیکھا وہ ہے اپنا نہین کوئی پرایا بس
کہین گو لوگ سب باطن اُسکو ہے کہ ہرجائی / ولیکن ہے یہ وہ توصیف جسسے ہمنے پایا بس
اُسی بت کا تو جلوہ دیکھتے ہین سنگ و گوہر مین / کہے پتھر جو اُس سے تو سمجھ لیجو خدایا بس
خطِ رخسارِ جانان دیکھکر گلزار مین سبزے / نے ہو کر منفعل واللہ دیکھو زہر کھایا بس
برسنا ابرِ نیسان کا جو کہتے ہین غلط ہے وہ / میرے گریہ نے اُسکو ہر برس تو ہو رلایا بس
چمک بجلی جسے سمجھا کی دنیا رات بھر وہ تو / حقیقت مین تھا ہمنے وصل مین اُسکو ہنسایا بس

دروغ آگرگے اُس خورشید رو نے گھر مرے امشب
مرے خوابیدہ بختون کو جگایا بس جگایا بس

ردیف ش

ہے اندنون تو بس ہمین اُس یار کی تلاش / کسواسطے نہ دل کو ہو دلدار کی تلاش
یہ سوختہ جگر تو کیا کرتا ہے مدام / اُس نخلِ سایہ دار و پھل دار کی تلاش
کیون آ نہین رہتے دلِ ناسودار مین / ہے اُنکو اگر خانۂ ہوادار کی تلاش
اِک دم جو آ رہین وہ دلِ داغدار مین / ہے یہ یقین نہ پھر کرین گلزار کی تلاش
آفت شبِ محشر کو نہ ہوتی نصیب گر / کرتی نہ وہ اُس زلفِ گرہدار کی تلاش

دیوانہ بنا رکھا پری رونے ہے مجھے
غمخوارونکو میری ہے اُس ہوشیار کی تلاش

سودائے مہ جبین مین کیا کرتا ہون مدام
سرتوڑنے کے واسطے دیوار کی تلاش

سونیسے لادینگے شبِ وصل مین تجھے
اے سیم بر نہ کر کسی زردار کی تلاش

کچھ دال مین کالا نہین گر ہے تو کیون دروغ
کرتے ہین سب سے تجھ وہ گنہگار کی تلاش

ہے بھرا دل مین مئے وحدت کا جوش
اُٹھ رہا ہے اندنون الفت کا جوش

ہے نظر الطاف کی مجھپر جو آج
باعث ہے اسکا تو اُس رحمت کا جوش

غیر کے جو نام سے چڑھنے لگے
آیا شاید اُن کو اب غیرت کا جوش

ہم نے پوچھا کیون ہوا ہم سے حجاب
ہنس کے بولا یہ ہوا عفت کا جوش

کیا گنہ مین نے کیا جو توبہ کرون
پوچھے ہے مجھسے مری عصمت کا جوش

اشرف المخلوق تب سے ہم ہوے
جب ہوا دل مین تری عظمت کا جوش

کفر سے لایا دروغ اسلام مین
اُس حبیب اللہ کی نبوت کا جوش

مست ہوے پی مے محبت سے نہ ٹھکانے اپنا ہوش
ہوش مین ساقی خود ہی نہین ہو کیسے ٹھکانے اپنا ہوش

مست ہے ساغر مست ہے شیشہ مست میکشان بھی ہین سب
صدقے ہو نہین لایا مجھے جو اس میخانے اپنا ہوش

بوے محبت لائی صبا گلشن سے ذرا تو دماغ بھرا
ہو کے معطر دم پر دم ہی لگا ستانے اپنا ہوش

بیہوشی کے خواب مین ساقی مستانہ جب نظر پڑا
دہن کشادہ کر کے مانگے ہے پیمانے اپنا ہوش

طوفِ حرم کی شوق مین یارو اُس بُتِ یکتا کا جلوہ
کعبۂ دل میرے کی اندر لگا دکھانے اپنا ہوش

ڈھونڈھ کے مندر اور مسجد مین پایا نہ اُس دلدار کا کھوج
خانۂ دل کے اندر ہمکو لگا بتانے اپنا ہوش

مست خرامِ ناز ہوا وہ نورِ تجلی جبکہ دروغ
آبِ دید سے آتشِ حسرت لگا بجھانے اپنا ہوش

نہین تھی گر مرے چشمِ پُر آب مین آتش
کہان سے آئی تو جامِ شراب مین آتش

آتشین رخ سے عرق ٹپکا جو اُس گلرو کے
لگ گئی سارے چمن کے گلاب مین آتش

شعلۂ برق فلک پر ہے نہین یہ میرے
آہِ سوزان سے لگی ہے سحاب مین آتش

گرمیِ عشق سے دل ہوگیا اپنا آب آب
ہے نکلتی مرے منھ سے لعاب مین آتش

قشقۂ سیندور جب اُس زہرہ جبین کا دیکھا
رشک سے پیدا دروغ ہے شہاب مین آتش

جو رنگ کیا ابر ئہ شمشیر کو شاباش
دل چھلنی ہوا اُس مژۂ تیر کو شاباش

زخمون پہ سہے زخم و لے اُف نہ کبھی کی
سِسکا بھی نہین اِس دلِ دلگیر کو شاباش

گیسو مین پھنسا دل جو تو آوارگی گئی
اے یار تری زلفِ گرہ گیر کو شاباش

گریہ سے مرے در پہ کے بھی دل مین ہوا درد
پر کچھ ہوا معلوم نہ بے پیر کو شاباش

مین کیون نہ کہون تیری زبان کو کہ ہے مقراض
غم بات مین کاٹے تری تقریر کو شاباش

تھے تم جو بڑے مانی و بہزاد مصوّر
تو کھینچتے اُس شوخ کی تصویر کو شاباش

رخ تیرا جو قرآن ہے تو محراب ہے ابرو
ساجد ہے دو عالم تری تعمیر کو شاباش

کہتا ہے جنونی کوئی سودائی ہے کہتا
اے عشق صنم بس تری توقیر کو شاباش

آتا جو لحد پر وہ مرے آج ہے دروغ
شاباش کہون اب بھی نہ تقدیر کو شاباش

ردیف - ص

تھے ہم بھی کبھی خلد مین کرّوبیان خواص ۔۔۔ افعال سے بنے ستم ایجادگان خواص
ملتے تو بظاہر ہین سبھی دوستان خواص ۔۔۔ ہم شکل یہی ہین تو وُلے دشمنان خواص
بچنا ہزار طور سے اے دل سمجھ کہ ہین ۔۔۔ غمزہ کرشمہ ناز و ادا رہزنان خواص
مت رکھ عزیزان کو کہا مان لے مرا ۔۔۔ ق ۔۔۔ دلبردی کو تو ہین یہ سبھی سارقان خواص
سودا لے زلف یار دلا بھول مت خرید ۔۔۔ زنجیرِ جنون ہے یہ وہ جادوگران خواص
آئینے پر پڑا جو رُخ دلربا کا عکس ۔۔۔ تا عمر بس رہا وہ تو متحیران خواص
یکبار دانت وصل مین آنکھونکو تھے دکھے ۔۔۔ صدسال ہجر مین وہ ہین دُرفشان خواص
اُس شب کو تھے دِکھے لبِ لعلین بھی اُنھین ۔۔۔ ق ۔۔۔ ہین آج تک اسی لیے وہ خون دان خواص

خوش باش دروغ اب ہی آئے ہین دن بھلے
تا مہربان ہوا ہے جوابِ مہربان خواص

مژگان مین صنم تیرے تو ہین تیر کے خواص ۔۔۔ اور ابروون نے سیکھے ہین شمشیر کے خواص
اوصاف سُنکے تیرے مژہ و ابروون کے یار ۔۔۔ دل نے بھی مرے سیکھے ہین نخچیر کے خواص
اے بادشاہِ حسن دکھا اک نظر سے مجھے ۔۔۔ رخسارِ آفتاب جہانگیر کے خواص
کرتا ہون التجا کہ سیہ بختی کو مرے ۔۔۔ دکھلاوے زلف یار تو زنجیر کے خواص
صورت تو تیری دیکھی نہ آئینے نے کبھی ۔۔۔ حیران ہے دیکھ کر تری تصویر کے خواص
کہتا ہے عالم ایک کہ تقدیر کے ہین کھیل ۔۔۔ پر اپنی سمجھ مین تو ہین تدبیر کے خواص

یادِ صنم مین رہتا ہے ہر وقت خوش دروغ
اسمین ہے یا تا وصل کی تاثیر کے خواص

اس طرف ہے ابرو قاتل کا رقص ۔۔۔ اِسطرف ہے عاشقِ بسمل کا رقص

ہے یہان بھی وجد مین جوشِ جنون — ہو رہا ہے جو وہان کاکل کا رقص
تھا شبستان مین مرے خورشید رو — دیکھتا شب بھر مہِ کامل کا رقص
بے نقاب آیا ہے وہ گلزار مین — آج دکھلانے گُل و بلبل کا رقص
اُسنے کھولی باغ مین اپنی جو زلف — دیکھا عاشق نے وہان سنبل کا رقص
جب ہوا وہ سروِ قد گرمِ خرام — ہر قدم پر تھا وہان صلصل کا رقص

تھا جو کشتہ مین دروغ اُس چال کا
روزِ محشر مین تھا میرے گِل کا رقص

دیکھتا ہے وہ صنم بربام رقص — کر رہے یان پر ہین خاص و عام رقص
اُس بتِ چین کا تو شوقِ رقص دیکھ — ہو رہا ہے روم سے تا شام رقص
بادۂ گلگون کا چلنے دَور دے — تو دکھائے ساقیِ گلفام رقص
تھا بنا ساغر جو میری خاک کا — دسترس ہو کر تھا کرتا جام رقص
جو ملی زلف اُسکی تو وقتِ شکار — صید کرتا رقص ہے اور دام رقص
ہے جو رقصان دل مرا سینے مین آج — تو دکھائے گا وہ دل آرام رقص

وصل کا وعدہ کیا اُسنے دروغ
کرتے ہین اب میرے خوش ایام رقص

اِک ہمین تو ہین نہین بیمارِ حرص — ساری دنیا کو تو ہے آزارِ حرص
ساکنانِ چرخ بھی ہین مشتری — واہ کیا یان گرم ہے بازارِ حرص
رہتا قائم یہ جہان کیونکر ہنوز — ہوتے اب تک گر نہ دنیادارِ حرص
شہوت و غصہ محبت و غرور — ہین مطیع چارون وہی سردارِ حرص

جو غلام پنجتن ہین اے دروغ
دیتے ہین کردم مین وہ فی النار حرص

ردیف ض

سفت دل نا قدر کو دون واہ مجھکو کیا غرض
سودۂ زلف صنم لون واہ مجھکو کیا غرض

قامت دلدار کی خواہش قیامت ہو کر دن
روز محشر یان دکھاؤن واہ مجھکو کیا غرض

اُس شمع رو سے لگاؤن لو یہ کیا اندھیر ہے
بے سبب جو دل جلاؤن واہ مجھکو کیا غرض

آرزوے دید مین اُس مہ جبین کے رات دن
سنگ غم سے سر کو توڑون واہ مجھکو کیا غرض

کیون لڑا کر آنکھ مین اُس جنگجو سے ناتوان
بیٹھے بیٹھائے جو جھگڑون واہ مجھکو کیا غرض

ایک دن مین چشم میگون سے ملا کر آنکھ کو
عمر بھر کو خون روؤن واہ مجھکو کیا غرض

دانۂ تل نزدیک کاکل پہ فدا ہو کس لیے
مرغ دل اپنا پھنساؤن واہ مجھکو کیا غرض

جسنے مضمون کمر باندھا بنائی اُسنے بات
عقدۂ لاحل یہ کھولون واہ مجھکو کیا غرض

التجا تو بوسے کی مجھسے کرتا ہے دروغ
بے مروت سے مین بولون واہ مجھکو کیا غرض

دیکھا سنبل کو کیا زلف پریشان کی عوض
بوسۂ گل لے لیا رخسار جانان کی عوض

خواہش سیر چمن ہم کو ہوئی حسرت سے تو
سینۂ پُر داغ کو دیکھا گلستان کی عوض

ضعف سے آیا جو غش ہمکو تو ہم نے لخلخہ
عطر بوے زخم دل پایا بوستان کی عوض

جوش شوق وصل مین اُس نونہال دہر کے
سرو کو لپٹا لیا قامت خرامان کی عوض

دل مین بھا میرے گڑا تیر مژہ جو یار کا
خار سے الفت رہی مجھکو تو مژگان کی عوض

بعد مُردن طالع روشن سے میری قبر پر ۔ تھا ہجوم شمع دیان تو چراغان کی عوض

کون کہتا ہے کہ رہتا شہر مین ہے تو دروغ
گھر تو تیرا دشتِ فرقت ہی بیابان کی عوض

جسکو کہتے لوگ ہین ہے رحمتِ باران کا فیض ۔ وہ سراسر ہے مرے چشمِ دلِ گریان کا فیض

جلوہ جو عالم مین دِکھتا ہے ہماری آنکھ مین ۔ دل سمجھ لینا کہ ہے سارا رخِ جانان کا فیض

ہے اُلجھتا کیون بھلا تو زلف سے اُسکی دلا ۔ دیکھے گا اے دشمنِ جان کیا شبِ ہجران کا فیض

کیون نہ ہوا اپنے سخن سے موتیون کا مول کم ۔ اُنمین تو ہے سربسر پُر اُس دُرِ دندان کا فیض

وصف ہے لکھّا قلم نے اُس لبِ لعلین کا ۔ بھر دیا دیوان مین ہے لعل اور مرجان کا فیض

نقطۂ الفاظ اپنے اخترِ تابان بنے ۔ کِلک مین میری بھرا تو ہی اُسی افشان کا فیض

شعر سُننے کو ترے اُٹھتے ہین مُردے قبر سے
رشکِ عیسیٰؑ ہے دروغا بھی تری دیوان کا فیض

بے سبب کہتا ہے کیون مجھسے تو میری یار بُغض ۔ مین تو خادم ہون نہ رکھا مجھسے کر زنہار بُغض

زلف کج ابرو ہین کج خطِ جبین بھی ہین تو کج ۔ اُنسے ظاہر صاف ہین تیری صنم آثار بُغض

بات مَین سیدھی ہون کہتا اُینٹھتا ہی تو ولے ۔ تا بہ کے رکھیگا مجھسے دل مین کج رفتار بُغض

ہجر کا غم دے ہمین اُسنے نکالا خوب بُغض ۔ وصل مین تو بھی نکال اے طالعِ بیدار بُغض

گال پھولے رہتے تھے ہر دم دروغ اُنسے یہ پوچھ
بوسے لیکے مین نکالون تم سے کیون رخسار بُغض

شوق سے سُنتے ہین ہر روز وہ رقیب کی عرض ۔ ایکدن بھی نہ سُنی ہائے اس غریب کی عرض

ہاتھ باندھے تو کھڑے رہتے ہین ہم آٹھ پہر ۔ اس تمنا مین کہ سُن لین وہ اس ادیب کی عرض

کفشِ پا شوخی سے دکھلا کے یہ کہتا ہے شوخ ... میری بیزار سُنے تجھسے بے نصیب کی عرض ق

رُو کے تب مین نے کہا اُس سے کہ اے جانِ جہان ... کیا خطا ہی کہ ہے سُنتا نہین حبیب کی عرض

ہنسکے بولا کہ کھلا تجھ سے نہ اتنے تو دروغ
مجھکو معلوم ہے جو کچھ ہے تجھ معیب کی عرض

ردیف ۔ ط

روز ہین ہم بھیجتے اُنکو تو سو سو بار خط ... وہ نہین لکھتے ہمین سو برس مین یکبار خط

پارۂ دل پر لکھا ہے خط سوادِ چشم سے ... تاکہ ہو محظوظ دل پاکر مرادِ یار خط

دیکھ خط میرا تو چھا تا رخ پہ ہے اُنکے غبار ... صاف کہتے ہین ترا لگتا ہے مجھکو خار خط

شوق سے نامہ بری بلبل تو کرتی ہے مری ... ہمنے اپنے ہاتھ سے لکھا جو ہے گلزار خط

سایہ کرتی بلبلین ہین سر پہ قاصد کے مرے ... باعث اسکا ہی کہ اُسکے پاس ہے گلزار خط

کی ہی دل شکنی جواب نامہ مین اُس شوخ نے ... لنگ پا قاصد ہوا لاتا ہوا دشوار خط

حال جو بیتابیِ دل کا لکھا ہے اس دفعہ ... باد کے گھوڑے پہ جاتا ہے ہرا ہوا رخط

دیکھ اُنکی مجلسِ عیش و طرب کی دھوم دھام ... دردِ دل کہتا تھا میرا بنکے موسیقار خط

نالہ سازی خوب کی دل سوز تمنے اے دروغ
لو ہنسو اب تو کہ آیا وصل کا ناچار خط

رخسارِ یار پر جو ہوا آشکار خط ... گلزارِ حُسن کی ہے دکھاتا بہار خط

مسّی کی ہے دھڑی لبِ گلفام یار پر ... سوسن کو ہے دکھاتا ویا لالہ زار خط

غیروں نے شوقِ خط و کتابت شروع نکر ... آئے گا ورنہ جلد نخل نو بہار خط

جامہ کتانِ سبز کا پہنے جو ماہرو
اک آن مین دکھائے ہین مرغزار خط
مشاطہ نے جو اُسکی بھری موتیون کی مانگ
ظلمات مین بنایا ہے کیا زرنگار خط
تیغِ نگہ سے وار کرے گروہ جنگ جو
کھائے ہزار جسم پہ اسفندیار خط

کھولے وہ تارِ زلف اگر ایک بھی دروغ
تو جسم رات حشر بنے تار تار خط

لکھے ہے لیلی کو مجنون اُجاڑ مین سے خط
وکوہکن سوِ شیرین پہاڑ مین سے خط
چلائی تیرِ نگہ گو صنم نے در پردہ
وہلے نمو وہے دل کی دراڑ مین سے خط
گلی مین کھیلے ہے وہ طفل ساتھ لڑکون کے
بچیگا حیف نہ اس بھیڑ بھاڑ مین سے خط
تنور دل ہون جو اُس شعلہ رو کے سوز مین مین
بچاؤن کیسے تو قاصد مین بھاڑ مین سے خط
غرض جو ہے کہ نہ دل پڑھکے ہو مرا غربال
تو لکھو سایۂ مژگان کی آڑ مین سے خط
اُس آہو چشم نے لکھا جواب غصے مین
پلنگ ہو نکلا پلنگ کی نواڑ مین سے خط

بگاڑ اُنکا رقیبون سے جو ہوا ہے دروغ
بنالے چاندی تو لکھ اس بگاڑ مین سے خط

کر یاد دل تو یار کی تا ہووے غم غلط
سچ مان لے یہ گل تو ہین جاہ و حشم غلط
شیرین لبون کے عشق نے کی تلخ زندگی
فرقت مین رشکِ عیسیٰ کے ہوتا ہے دم غلط
باغِ ارم مین گرچہ گئے ہم دلے وہان
دل سے ہوئی تو یاد نہ کوے صنم غلط
بلبل ہزار نغمہ سرائی مین طاق ہے
نالے پہ میرے دیتی ہے پر تال و سم غلط
گر خواب مین بھی دیکھ لون اُس خندہ رو کو مین
ہو وے دلِ رنجیدہ کا رنج و الم غلط
بسمل نہ چھوڑ نیم ہمین کرکے قتل تو
دعوائے خون بہا کرین تجھسے تو ہم غلط

ثابت ہے انقلابِ زمانہ سے یہ دروغ
نکلا کرم غلط ہے جو ہوگا ستم غلط

پھنس جائیگا نہ کر دلا گیسو سے ارتباط
مٹ جائیگا نہ کر کمرِ مو سے ارتباط

کاٹے گا خود گلا تو نہین مانتا اگر
زنہار کر تو خمِ ابرو سے ارتباط

اے خام عقل مانا نہ افسوس کیون کہا
سودائی ہوا کرکے پریرو سے ارتباط

کرا تنی بجتنگی کہ بھلا کچھ تو بیچ ہے
کافر نہ بن تو کرتلِ ہندو سے ارتباط

بیٹھے بٹھاے گردشِ قسمت کے پھیر سے
گمرہ ہوا کر دیدۂ جادو سے ارتباط

دفتر مین بدُ ضعو ںنکے ہو کیون نہ نام درج
عادت بگاڑی کرکے ہے بدخو سے ارتباط

ہوگا نصیب وادیِ وحشت دروغ دیکھ
کرتا جو تو ہے دیدۂ آہو سے ارتباط

ردیف ظ

جان دیوے جو بتون پہ بھلا کیا وہ پاے حظ
تجھ سے دل لگا کے کوئی کیا اُٹھاے حظ

شیرین سخن کے وصل کی بھیری کبھی نبات
وہ تلخ کام ہون کہ قضا ہی دکھاے حظ

دیوے جو ایک بوسہ وہ شیرین دہن مجھے
فرہاد کی بھی روح مین جا کر سماے حظ

چکھے مزا جو غیرتِ لیلےٰ کے عشق کا
مجنون سا عمر بھر وہ کہے ہاے ہاے حظ

شمشاد قد مرا وہ اگر ہو خرام ناز
قمری سا مُنھ سے حشر کے نکلے صداے حظ

کوے صنم مین جو گیا وہ ہاتھ سے گیا
آیا نہ آپ مین جو تو وہ کیا بتاے حظ

بھر دے مۓ وصال سے جام دروغ کو
ایسا کہ ساقیا نہ کبھی پھر وہ جاے حظ

لبِ شیریں کا بوسہ لیکے دل ہوا محظوظ
پلا جامِ محبت جان کو کر دیا محظوظ

ہماری چاہ کا شہرہ ہوا ہے غیروں میں
مری صحبت میں جو ہر دم وہ ہے رہتا محظوظ

حلاوت عشق سے شیریں دہن کے پُر تھا تن
پس از مردن ہوا کھا اُستخوان ہما محظوظ

گذر تیرا ہوا کیا کوی اُس گل سے ہے جو
دعا دیتی ہیں ہو سب بلبلیں صبا محظوظ

ہمارے دل سے کرتے بیعت ہیں حضرتِ موسیٰؑ
دکھا جلوہ ہمیں اُس بت نے جو لیا محظوظ

بوسۂ لب پہ ہزاروں ہیں جامِ جم صدقے
ہے سلیمانؑ ترے کوچے کا لوگڑا محظوظ

واہ کیا رخ ہیں ہاتھ اُس پری کے دکھیہ دروغ
دیکھکر جنکو چمن میں تو ہے حنا محظوظ

پھنسا ہے دل زلفِ مشکبو میں خدا ہی حافظ خدا ہی حافظ
میں کھو گیا اُس کی جستجو میں خدا ہی حافظ خدا ہی حافظ

عدم سے ہستی میں آکے ڈھونڈھا کہ پائیں یاں کا سُراغ دلربا کو
نہ پایا اتنی بھی تگ و دو میں خدا ہی حافظ خدا ہی حافظ

خبر یہ پاتے ہیں ہمدموں سے کہ لوٹ ہی پھر عدم کو جاؤ
تمام ہوئی عمر تگ و پو میں خدا ہی حافظ خدا ہی حافظ

خیال آیا ہمیں جو اِک دن شمع سے روکا دمِ تکلم
زبان لگی جلنے گفتگو میں خدا ہی حافظ خدا ہی حافظ

دمِ نزع دھیان چشمِ میگوں میں خون روئے ہیں ہم یہاں تک
کہ بہہ چلا لاشہ بس لہو میں خدا ہی حافظ خدا ہی حافظ

چھدا کلیجا ہے تیرِ مژگان سے اپنا ایسا کہ دکھیہ پڑتا

نہ فائدہ کچھ تو ہے رفو مین خدا ہی حافظ خدا ہی حافظ

دروغ بچتا چلا ہے گھر سے وہ فتنہ انگیز باڑھ دھر کے

نگہ کی تیغ اُسکی ہے دور وہین خدا ہی حافظ خدا ہی حافظ

دل تجھکو دیا ہم نے جلّاد خدا حافظ / رکھ باقی نہ کوئی بھی بیداد خدا حافظ

مجنون کو ترے رو کے زنجیرِ حوادث گر / وہ شکلِ صدا نکلے کر یاد خدا حافظ

فرقت مین تری جانان نکلی جو آہِ سوزان / عالم کی زبان پر ہے فریاد خدا حافظ

نالہ جو کیا مین نے اُس گُل کی جدائی مین / تھا در سے چلّاتا صیّاد خدا حافظ

تصویر اگر کھینچے میرے دلِ سوزان کی / مانی سے لگے کہنے بہزاد خدا حافظ

کہسار کو جاوے گر شیدا ترا شیرین لب / حسرت سے کہے ہر دم فرہاد خدا حافظ

دکھلاوے گر تو قامت گلشن مین ہو قیامت

بولین دروغ قمری و شمشاد خدا حافظ

آسمان جھکتا ہے کہ ابروے پُر خم کا لحاظ / ابر کرتا ہے ہمارے چشمِ پُرنم کا لحاظ

نالۂ دلسوز پر میرے مرادم ساز تو / بزمِ عشرت مین کیا کرتا ہے سُر گم کا لحاظ

عشق کی شاہی ملی ہمکو تو بعد از مرگ بھی / کاسۂ سر پر مرے ہے ساغرِ جم کا لحاظ

دل دہی مین جود میری دیکھکر اے دوستو / گر گیا نظروں سے دنیا کے تو حاتم کا لحاظ

جان نثاران عشق اُس رہ مین رہا مین پیش گام / اس زمین مین گر گیا سُہراب و رستم کا لحاظ

چاہِ انسان مین فرشتون نے ہی کیا جھانکی کُوئین / ہے خدا کو بھی ابھی اولادِ آدم کا لحاظ

وصل مین اُس گُل کے جب نغمہ کیا مین نے دروغ

بُلبلِ شیراز کو آیا مرے دم کا لحاظ

ردیف ع

عشقِ رشکِ شعلہ رو مین تنگئی پروانہ شمع
کیون نہین پھر تو جلا دے اپنا کاشانہ شمع

چشمِ میگون کے تصور مین ہوئی مستانہ شمع
یادِ دندان مین بنی سرتا بپا دُردانہ شمع

اپنے پروانون کے خاطر جان دیتی خود بھی ہے
ہے تو زن پر سر وہی مین ہو گئی مردانہ شمع

سوزِ فرقت مین نے اُس سے تھا کیا اِک دن بیان
عمر بھر جلتی رہی سُنکر مرا افسانہ شمع

بزم مین دیکھا شمعرو کو مرے غیرت مین آ
شکل اب تک ہے بناتی اپنی تو گریانہ شمع

یوسفِ ثانی کا مرے گرم ہے بازارِ حُسن
سر کو اپنے کاٹ کر دیدیتی ہے بیعانہ شمع

ہر کس و ناکس کی مجلس مین تو جاتی ہے مدام
سامنے مُنھ کو شمعرو کے مرے تو لانہ شمع

طرۂ مشکین صنم پر جل ہوا دل اُسکا دود
داغِ حسرت کا ہی کھایا کرلی آب و دانہ شمع

ساعدِ سیمین پریرو خواب مین دیکھے دروغ
رنگ ہے وہ فق ترا ہمشکلِ دیوانہ شمع

ہے خلق تو زن ولے ہے دل کی مردانہ شمع
اسلیے جاتی ہے گھر گھر بے حجابانہ شمع

باعثِ درد جدائی اُس تجلی نور کے
سوز دل سے ہے سُنائی کیا ہی ترانہ شمع

وصل مین برقع اُٹھا دیوے اگر وہ مستِ ناز
آب غیرت سے رہے پُر چشمِ پیمانہ شمع

بے نقاب آتا ہے وہ نورِ تجلی پاس جب
دور کر دیتے ہین بس ہم مثلِ بیگانہ شمع

عشقِ زلفِ یار سے کر در گذر ورنہ تو سُن
ہو گی سودائی و دیکھے گی تو دیوانہ شمع

آتے ہی مجلس مین اُس رشکِ شمع رو کے مرے
اُڑ گئی کافور ہو کر مثلِ پروانہ شمع

گر نہ ہوتا عشق اُس رفتار کا اُسکو دروغ
دربدر پھرتی نہ ماری یون گدایانہ شمع

آتشِ رشکِ رخِ یار سے سوزان ہے شمع
طرۂ مشکین سے بنی دود کی لبِ کان ہے شمع

جادوئے چشمِ پری رو سے تو گریان ہے شمع
بدحواس ہوکے سراپا تنِ عریان ہے شمع

بزمِ عالم مین جو آیا ہے مرا نورِ جہان
رعب سے حسن کے اُس شوخ کے لرزان ہے شمع

ساقِ روشن کا ترے جلوہ نہ دیکھا جب سے
صورتِ اشکِ روان یاس سے غلطان ہے شمع

قدِ جانان تری الفت مین ازل سے اک جب
محفلِ خلق مین ہر جا تری جویان ہے شمع

چمنِ بزم مین وہ رشکِ گُل آیا امشب
دمبدم گل ہین فشان رشکِ گلستان ہے شمع

گر نظارہ تری رخ کا تو اے آئینہ رو
ادّبا پاسے کھڑی ایک ہو حیران ہے شمع

قبۂ نور ہے سینہ ترا اُس کا پُر دود
جانِ عالم بخدا ہے تو وہ بیجان ہے شمع

آئیگا آج تو وہ خندہ رو بے شبہ دروغ
ہے یہ باعث کہ شبستان مین جو خندان ہے شمع

اے جان نہین تمکو جو سب بات کا موقع
کچھ ڈھب تو نکالو کہ ہو اُس بات کا موقع

ہر روز خوشی عید کی تا عمر کرون مین
گر مجھکو ملے ایک ملاقات کا موقع

وہ دن تو کبھی عید سے کم ہو نہین سکتا
جسدن کہ ہو مجھ و سے اشارات کا موقع

مضمونِ کمر باندھا ہے جادو سے طبع سے
سُن لو کہ وہ ہے ایک طلسمات کا موقع

کامل جو نہین عشق مین ہے تیرے پریرو
کب ہاتھ لگے اُسکے تو یہ گھات کا موقع

تازہ ہون ترے عشق مین سرسبز حسن جو
ہر دم ہے مری آنکھ مین برسات کا موقع

خوش ہو کہ لگی ہاتھ شبِ وصل دروغ اب
لو دور کرو دل سے شکایات کا موقع

دل تو ہر آن ہے اُس بُتِ یکتا کے تابع
گھر خدا کا نہ ہو کیون اپنے خدا کے تابع

بندۂ عشقِ صنم جب سے ہوا دل بخدا
تب سے ہرگز نہ رہا حرص و ہوا کے تابع

جھوٹ تہمت ہے کہ مدہوش ہوا مے پی کے
ہوش اپنا تو ہے اُس ہوش رُبا کے تابع

ضعفِ پیری سے نہین تن ہے خمیدہ عاشق
سرِ تسلیم ہے خم تیغِ ادا کے تابع

دل ہے مجنون مرا اُس لیلےٰ ادا کا جسکے
لیلیٰ و مجنون بھی ہین عشق رسا کے تابع

طالبِ بوسہ لبِ اُس غیرتِ شیرین کا ہون
جانِ شیرین بھی ہے جس حکمِ قضا کے تابع

کیون گنہگار ہوا کرکے کوئی فعل دروغ
کیا ہے وہ شے جو نہین اُسکی رضا کے تابع

ردیف غ

سوزِ فرقت سے ہوے ہین اپنے داغ تن چراغ
جامۂ ہستی ہمارا بن گیا خرمن چراغ

کس شمع رو سے لگے گی آج کل اپنی لگن
جل رہا ہے اندرون جو اپنا بے روغن چراغ

انتظار اُس شعلہ رو کا کرتے کرتے مر گیا
تھا جو مین تو گور مین تھے دیدۂ روشن چراغ

سوزِ فرقت نے نہ چھوڑا ساتھ بعد از مرگ بھی
تھا بنا کنجِ لحد اپنا بسان گلخن چراغ

وعدہ آنیکا کیا اُسنے جو سوم کو مرے
طالعِ بیدار سے تھے گور کے روزن چراغ

جاے وہ گل پان کھاکر شب اندھیری مین جو باغ
ہے یقین اُسکو دکھاوے تو گلِ سوسن چراغ

اُس گلِ رعنا کے شوقِ دید مین دیکھو دروغ
ساکنانِ گلشنِ دنیا کے ہین تن من چراغ

کیون نہ فرقت مین نظر آئے مجھے دشمن چراغ
یاد دلواتا ہے مجھکو وہ رخِ روشن چراغ

جان دی ہے مینے طلائی رنگ پر اُس شوخ کے
زائران تربت پہ چڑھاتے ہین پُر از کُندن چراغ

مرگیا تھا مین تصور مین رُخِ پُر نور کے
گور پر جلتا رہا تا حشر بے روغن چراغ

سرمہ آلودہ نگاہون نے کیا تھا مجھکو قتل
گور کا میرے ہوا اکسیر کا معدن چراغ

اُسکی افشان کا تصور تھا مجھے وقتِ نزع
اِسلیے تھا گور پر میرے شرر افگن چراغ

مین مُوا خالِ سیہ رنگِ پری پر اسلیے
دوستو رکھنا نہ تم میرے سرِ مدفن چراغ

اُس کمر کی جستجو مین جان نکلی تھی دروغ
قبر میری ڈھونڈھتا پھرتا رہا بن بن چراغ

دشتِ فرقت مین ہوے داغ جنون تابان چراغ
ہجر مین کرتے ہین مجھکو بے سر و سامان چراغ

میری دودِ آہ سے قصرِ فلک تیرہ ہوا
تیرگی مٹتی نہین دکھلاے گو رضوان چراغ

وصل مین مین بُرقعِ آئینہ رو اُلٹون اگر
دیکھ اُس رُخ کی صفائی بس رہے حیران چراغ

جاے پڑ سایہ پریرو کا جو اُسپر ایک روز
عمر بھر پھاڑے گریبان اپنا ہو دامان چراغ

دیکھ لیوے یار کی میرے اگر وہ چشمِ شوخ
اسقدر روئے کہ برپا بس کرے طوفان چراغ

گُل کرے غنچہ دہن میرا جو اپنے مُنھ سے تو
بوے گُل دنیا مین پھیلے جاے بن بُستان چراغ

روشنی سیم تن سکے رخ سے کیا نسبت دروغ
کوڑی کوڑی مارے مارے پھرتے ہین ارزان چراغ

گر رشکِ باغ میرا پئے سیر جاے باغ
ہر گام پر تو نقش سے پا کے بناے باغ

گلشن مین رشکِ گُل مرا جائے جو بے نقاب
نقشِ نگار دیکھ نہ پھولا سماے باغ

دل کو اگر ہوس کبھی گلگشت کی ہوئی
تن داغدار دیکھا کیا مین بجاے باغ

گر عندلیب دیکھے گُلِ کفشِ پاے یار
ہے یہ یقین کہ دل سے تو وہ بھول جاے باغ

آسے وہ نونہالِ چمن جو پئے خرام
قدمون کو اُسکو اپنے تو سر پر رکھا باغ

آئے نسیم اُسکے جو کوچے سے کر گذر
پھر خوش نہ آئے خلق کے دل مین ہوائے باغ

اُس گُل کے کفشِ پا سے جو نکلے صدا درُوغ
بلبل تو بھولے نغمہ رہے بے صدائے باغ

اے عندلیب گل یہ نہ کر اسقدر دماغ
موسم خزان جو آیا تو ہوگی تو خر دماغ

نالے سے ہمسری مرے کرتی ہے تو عبث
ہٹ جا وگرنہ ہوگا ترا اشتر دماغ

باغِ سخن مین سامنے رکھنا مرے قدم
پیچھے سے پہلے اتنا تو پیدا تو کر دماغ

تو شاخِ گُل پہ پھول کے بیٹھی ہے کیا نڈر
خارِ اجل کی یاد سے رکھ پُر خطر دماغ

اے عشقِ یار دیکھینگے جو کچھ دکھائے تو
قسمت کی خوبی ہے کہ کرے جانور دماغ

صیادِ فلک ظلم سہائیگا تو کب تک
ہمکو جو ہم سے کرتی ہے یہ مشتِ پر دماغ

معلوم یہ دروغ ہوا اُسکے طور سے
جاتا رہا ہے اُسکا تو اب سر بسر دماغ

ردیف ف

جاتا نہیں ہین آپسے بے پیر کی طرف
دل اسکا ہدف ہے آتا مژہ تیر کی طرف

اُستادِ عشق میرا وہ قاتل بنے مرا
خم سر کئے تسلیم ہو شمشیر کی طرف

سودائے زلف دل مین سمایا ہے اسقدر
وحشت مین بھی مین جاتا ہون زنجیر کی طرف

تازہ بلا کے ہونگے مقرر اسیر اب
جاتا ہے دھیان زلفِ گرہ گیر کی طرف

مجبور ہو گیا ہے وہ تیرِ نگاہ سے
جاتا ہے خود بخود تو وہ نخچیر کی طرف

دنیا مین خاطری تو ہے اہلِ امیر کی
اور ہے نظر تو اُنکی ہی توقیر کی طرف

ہین تیرے دست گیر تو شبّیر ای دروغ
تو بھی لگا خیال کو شبّیر کی طرف

پھر جذبِ دل ہوا رخ پر نور کی طرف
جاتا ہون مین بھی دوڑ کے پھر طور کی طرف

پھر یاد چشمِ مست کی آنے لگی مجھے
پھر دیکھتا ہون نرگسِ مخمور کی طرف

مے کے لیے پھر اسکو ہے انگور کی تلاش
پھر زخمِ دل رجوع ہوے انگور کی طرف

ہے آبِ زنخدان کی ہوئی چاہ پھر مجھے
پھر تاکتا ہون دل کے مین ناسور کی طرف

پھر آبِ دل ہوا ہے تپِ ہجر سے مرا
آنسو ہین پھر روان تنِ محرور کی طرف

سایہ پری دکھا مجھے وقتِ نزع جو مین
دیکھون بہشت مین بھی نہ پھر حور کی طرف

پھر آرزوے وصل بر آئی مری دروغ
آ لے کے جو پھر وہ خانۂ تہجور کی طرف

طائرِ فکر ہے پران پھر آسمان کی طرف
کبک دل پھر ہے روان ماہ جبینان کی طرف

دولتِ حسن سے ہوتا ہون مین پھر مالامال
بخت لے چلتا ہے پھر کوی حسینان کی طرف

پھر ارادہ جو مرا رزمِ سخن کا ہے ہوا
کلک ہو تیغ چلی پھر ہے سخندان کی طرف

پھر مین مشہورِ زمانہ ہوا حق گوئی مین
پھر رخ دار پھرا آپ عدو ان کی طرف

دل کہ پھر تیر و کمان کا ہے ہوا شوق دروغ
دیکھتا پھر ہون مین اُس ابرو و مژگان کی طرف

گیا جستجو مین ترے قمر کبھی اسطرف کبھی اسطرف
کبھی ارض پر کبھی عرش پر کبھی اسطرف کبھی اسطرف

جو یان ترے پردہ نشین کو نہین رہتے ہین گل
جن و پری حور و بشر کبھی اسطرف کبھی اسطرف

ترے شوقِ دید مین جانِ جہان گردش مین رہتا ہے آسمان
اور چرخ مین بھی ہین ماہ و خور کبھی اسطرف کبھی اسطرف

مری طفل دلکو حسینون نے کیا پرورش ہے زلف کے
گہوارہ مین کہ سر بسر کبھی اسطرف کبھی اسطرف

ترے تار زلف کے عشق مین ہوا زار تن مرا اسقدر
تھکے ڈھونڈکر اہلِ نظر کبھی اسطرف کبھی اسطرف

جو مجادلہ در پیش ہے تجھکو سخن کا دروغ اب
تو قلم چلا ہے ہوشیر زر کبھی اسطرف کبھی اسطرف

آتا ہے قاتل اگر گھر کو مرے خنجر بکف
ہے مجھے شوقِ شہادت بیٹھا ہون لے سر بکف

دیکھ لیوے یار کی زلفین اگر آراستہ
جسنے دنیا مین نہ دیکھے ہون کبھی اژدر بکف

یاد آئے دن کو اُسکے پُر گہر گیسو مجھے
رات بھر دیکھا کیا مین خواب مین اژدر بکف

ہے یہی تعبیر دیکھون گا وہ کاکل پُر گہر
رات کو دیکھا ہے مین نے خواب مین اژدر بکف

دسترس ہو جائیگا تجلہ صنم کے زلف تک
خواب مین دیکھے ہین مین نے رات کو اژدر بکف

گر ہو رشکِ گل کو شوقِ بادہ نوشی باغ مین
غنچے بن جائین صراحی گل بنین ساغر بکف

عکسِ دندانِ صنم وقتِ تبسم جو پڑا
قطرۂ شبنم یہ برگِ گل بنے گوہر بکف

نو بہ نو بیدا دہم پر لاکھ ظالم نے کیے
ہم نے رسوائی نہ کی لیکر کبھی محضر بکف

سوزشِ غمِ یار نے پہلے جلایا تن مرا
دل بھی ہوگا سرد نوبت ہوگی جب آخر بکف

تیرے عاشق کو نہین اے سیم بر دولت کی چاہ
داغہاے عشق سے رکھتا ہے سیم و زر بکف

ذمہ داری نیک و بد ذمے اُسی کے ہے دروغ
قادرِ مطلق ہے جو رکھتا ہے خیر و شر بکف

ردیف ق

کوئی ہم سا کبھی ہو وے مبتلاے فراق
ازل سے کہتے ہین رو رو کے ماجراے فراق

عدم سے ہستی مین بھی اپنے ساتھ لائے فراق
کیا جو غور تو یہ جسم ہی ہے زلے فراق

نہ بدنصیب کوئی ہمسا خلق ہوگا کبھی
فراق جسکو ہو آغاز وانتہاے فراق

ہوا جو عشق بھی تو کاکلِ پریشان کا
پریشان حالی دلا کیون نہ پھر دکھلاے فراق

کرینگے عشق اب ہم غنچۂ لبِ لبستہ کا
ہمارے پاس نہ پھر تا کہ کبھی آے فراق

کمرِ یار دکھا تو ہی معجزہ اپنا
کہ خود بخود بھلا دنیا سے تو مٹ جاے فراق

مریضِ ہجر کے خاطر بجز وصالِ صنم
نہ کشتِ دہر مین پیدا ہوئی دواے فراق

جہان مین خلق کوئی شے نہین ہوئی بیکار
مگر بنایا یہ کیون تونے اے خدا لے فراق

اگر بنایا ہے تو سُن دعا درونغ کی بھی
چکھا فراق کو کچھ روز تو مزاے فراق

جھاڑ بیچے ہے پڑا پیچھے بدخصال قلق
جال لِلّٰہ ذرا اپنی تو سنبھال قلق

ہے ہو گیا تو میری جان پر وبال قلق
دل سائیدہ نہ کر ایسا پائمال قلق

اُسکے مژگان کے تصور مین ہے یہ حال قلق
کہ دلِ زار مرا ہو گیا غربال قلق

اُنکے گیسو نے شبِ وصل وہ دکھلاے پیچ
عمر بھر تھا بچھا عاشق کے لیے جال قلق

ہوتا گر ایک ہی کافر تو بھی ہوتی کچھ خیر
دیتے ہین اب تو مجھے سب ہی خط و خال قلق

باغ کی سیر کو جسوقت چلا گھر سے وہ گُل
باغِ عالم مین تھے سب سبزۂ پامال قلق

گُل تھا صد چاک گریبان تھا بلبل سیہ پوش
سرو کو خار تھا قمری کو نونہال قلق

وہ مہ پہنے جو کبھی اپنی درخشان پازیب
ماہِ کامل کو بھی دے حلقۂ خلخال قلق

دل دھڑکتا ہی رہا اپنا شبِ وصل مین بھی
رنجِ فرقت کی صدا دیتا تھا گھڑیال قلق

عاشقِ خستہ جگر ہون کسی نازک تن کا
اور رکھتا ہون دلِ زار اور حال قلق

سہرہ ور ہوگا یقین ہے مجھے اپنے دل سے — اب جو کرتا ہے مرا اُس سے قیل و قال قلق

تھا یہ اقرار وہ جائینگے گجر بجتے دروغ
دور اپنا نہ ہوا ابھی شبِ وصال قلق

ہوگیا جب سے کہ دل اُس بتِ چین کا عاشق — نہ تو دنیا کا رہا اور نہ دین کا عاشق
کیون ہوا ہے مین اُس پردہ نشین کا عاشق — کھوج مین جسکے رہا پھر نہ کہین کا عاشق
خوفِ رسوائی سے دل کھول کے مین رو نہ سکا — یہ مزا پایا ہوا اُس پردہ نشین کا عاشق
کوہکن مین نہین چاہون جو تجھے شیرین لب — دلِ مسکین ترا ہے روئے نمکین کا عاشق
مُنھ سے بولین نہ یہ بُت آنکھ سے دیکھین نہ کبھی — اندھا ہووے گا ایسے خودبین کا عاشق
کھلبلی پڑتی ہے عشاق و معشوقون مین — ہے نکلتا جو کسی پر نمکین کا عاشق

سب حسینان جہان بھرتے ہین دم تیرا دروغ
خوب تو بھی ہوا اُس رشکِ حسین کا عاشق

دیکھ میرا اُس بتِ کافر کا عشق — بھولا زاہد مولی اکبر کا عشق
دیکھکر میرے صنم کی چشم مست — دل مین واعظ کے ہوا ساغر کا عشق
مست رہتے ہین سدا بے مے پیے — وہ جنھین ہے ساقیِ کوثر کا عشق
خون رویا عمر بھر کے واسطے — کر کے ہم نے اُس گلِ احمر کا عشق
داغِ الفت اپنا سکۂ بے بہا — ہے تو ہمکو کسلیے ہو زر کا عشق
آنکھ مین چھائی جو ہے کالی گھٹا — ہوگا اب پھر گیسوِ دلبر کا عشق
چال اپنی بھی تو اِک ٹکسال ہے — اُسکے خاطر جسکو ہووے زر کا عشق
کون کہتا ہین نہین گردون وقار — ہوگیا ہون کر کے نیک اختر کا عشق

لوگ کہتے ہین دروغ ہے غیب دان
کرلیا اُسنے رخ انور کا عشق

فصل جنون ہے اور ہے پُر زور اشتیاق
دشت مہاجرت ہی وہ ہے شور اشتیاق

کالی گھٹا فلک پہ جو سمجھے ہے اُسکی بھول
یہ تو ہے سر بسر مرا گھن گھور اشتیاق

دیکھی ہے آنکھ جب سے کسی مست ناز کی
پی جام بیخودی ہے شرابور اشتیاق

پنہان نظر سے جب سے ہے وہ یوسف زمان
یعقوب صفت جب سے ہوا کور اشتیاق

آمد بہار مین ہوا وعدہ جو وصل کا
رقصان ہے دمبدم تو مرا مور اشتیاق

نکلا نہین یہ خط رخ شیرین دہن پہ ہے
ہے لیتا بوسے بنکے مرا مور اشتیاق

ہون زار وہ دروغ کہ تنکا نہ اُٹھ سکے
کیونکر سہون مین پھر تو بھلا جور اشتیاق

ردیف ک

جو جائے نامہ میرا لیکے تو اے نامہ بر وان تک
بچھا دون راہ مین تیری سراسر سیم و زر وان تک

جسے ہے عاشق ترا صادق پہونچتا ہے وہ منزل پر
ہزارون ہون اگرچہ راہ مین خوف و خطر وان تک

مریض ہجر کا اُسکے لبون پر آرہا ہے دم
خدا کیواسطے پہونچادے تو اے چارہ گر وان تک

نکل کر قیس بھاگے نجد سے گھبرا کے اک دم مین
ترا لیلی ادا مجنون پہونچ جاوے اگر وان تک

فراموشی تری کیا نکو ہوئی جو اسقدر اے دل
ہوا تو ہے یقیناً اب رقیبون کا گذر وان تک

رقیبون نے کیا ہے گرچہ بدظن خوب اُسکو پر
پہونچکر پھر نہین آئیگا یہ خستہ جگر وان تک

کرون منت کشی مین بعد مردن کیون کسی کی گر
بہا لیجاوے جو لاشہ مرا تو چشم تر وان تک

مکانِ یار تک روح الامین بھی جا نہین سکتے ۔ بھلا وہ کون ہے لیجاے جو میری خبر وان تک

یہ دل سے جو ہون خادم درو غما پنجتن کا مین
طفیل اُنکے سے پونہچاوین مجھے خیر البشر وان تک

گلو نکی قدر ہے دیکھو وہ خار کے نزدیک ۔ سخنورونکی ہے جو کہ گنوار کے نزدیک
طلب ہوئی تری اے دل جو یار کے نزدیک ۔ تو کر یقین کہ دن ہین بہار کے نزدیک
جو شوق سیرِ چمن ہے تجھے اے لالہ رو ۔ تو بیٹھ آکے دلِ داغدار کے نزدیک
ہو خار غیر کو مجھکو ملے گُلِ مقصود ۔ چمن مین بیٹھون جو اُس گلعذار کے نزدیک
نظر سے میری نظر اُسکی چار ہوا سدم ۔ نہ برقع ہو نگہِ شرمسار کے نزدیک
تلاش مین تری فرہاد بنکے شیرین لب ۔ قیام مین نے کیا کوہسار کے نزدیک
شہیدِ ناز کا خون کرکے کہتے ہین یہ آپ ۔ تماشا دیکھینگے ہم لالہ زار کے نزدیک
قدم اجل کا ہمین کیون نہ مبارک ٹھیرے ۔ سوم کو آئے وہ میرے مزار کے نزدیک

دروغ کر نہ کوئی خوف جہان مین کہ تو اب
ہے معتمد شہِ دُلدل سوار کے نزدیک

رہا گو عشق مین حالت تباہ برسون تک ۔ دلے نہ نکلی مرے منھ سے آہ برسون تک
بتون کے عشق کو دے دل مین راہ برسون تک ۔ کیے ہین گھر مین خدا کے گناہ برسون تک
خیالِ زلفِ سیہِ یار تھا دمِ تحریر ۔ قلم کو جو تو رہا رو سیاہ برسون تک
صنم کے روے منور سے ہو خجل مہتاب ۔ جگر مین رکھتا ہے داغِ سیاہ برسون تک
ذقن کی چاہ مین اُس یوسفِ زمان کی مین ۔ رہا ہون جھانکتا واللہ چاہ برسون تک
اس آرزو مین کہ اُنکو نظر پڑے وہ مہ ۔ طواف کرتے ہین خورشید و ماہ برسون تک

شبانِ ہجر مین کیا کیا نہین اُٹھائے رنج
زبان پر آئی ولیکن نہ آہ برسون تک

وہ روز آنکھ لڑاتے ہین ساتھ غیرون کے
نہین ملاتے ہین ہمسے نگاہ برسون تک

فراقِ رشکِ مسیحا مین قسمتِ بد سے
اجل نہ آئی گو تھی خیرخواہ برسون تک

عجب نہین کہ ہمکو وصال جلد دروغ
دعا کی تمنے ہے شام و پگاہ برسون تک

آتے ہین ہستی مین سب مُلکِ عدم سے ٹھیک ٹھیک
کوئی رہ جاتا نہین ہے اپنے دم سے ٹھیک ٹھیک

یاد فرقت مین جب آتے ہین ہمین دندانِ یار
بہتا ہے دریا گہر کا چشمِ نم سے ٹھیک ٹھیک

دیکھ اُس کو غیر کی صحبت مین مین رونے لگا
ہنس کے بولا وہ کہ گانا تال وسم سے ٹھیک ٹھیک

عشق کی شاہی ملی مجھکو تو مرنے پر مرے
کاسۂ سر بھی مرا تھا جامِ جم سے ٹھیک ٹھیک

وصل مین کمخواب آنے کے سبب سے مین ہوا
آشنا محرم سے اُس کے اور شکم سے ٹھیک ٹھیک

وہ گلِ رنگین زمین پر پیر گر رکھے کبھی
جاے بن باغ ارم نقشِ قدم سے ٹھیک ٹھیک

اُس بتِ یکتا نے جب سے دل مین میرے گھر کیا
وصل کعبہ ہو گیا بیت الصنم سے ٹھیک ٹھیک

کیا گنہ کیا ہے خطا رہتے ہو جو مجھ سے خفا
حالِ دل کہدیجیے اَب آپ ہم سے ٹھیک ٹھیک

ہے دعا اپنی یہی ذرات اُس سے اے دروغ
ہو بسر میری سدا جاہ و حشم سے ٹھیک ٹھیک

خبر میری جو پونہچا دے وہان تک
دریغ اُس سے کرون ہرگز نہ جان تک

کرون مین یار کا شکوہ کہان تک
نہ آیا بھول کر میرے مکان تک

جلا ہون مین غمِ فرقت سے یان تک
کہ دودِ آہ پونہچا آسمان تک

تری خاطر مرا دل میرے دلبر
گیا ہر روز ہر دم لامکان تک

ابھی وہ طفل ہے گو حُسن مین کم
ولیکن ہین فدا پیر و جوان تک

اُٹھایا کوہِ غم ہے مین نے برسون
نہین برداشت اب خوابِ گران تک

قیامت کی ہے صاحب آپ کی چال
کہ ہلتے ہین زمین و آسمان تک

خدا کہتے تجھے اے بُت خوشی سے
اگر ہلتی کبھی تیری زبان تک

مرا گلرو اگر جاوے چمن مین
لُٹاوے بُلبل اپنا خانمان تک

ترا عاشق نہ دیکھے آنکھ اُٹھا کر
اگر اُسکو ملین حورِ جنان تک

گئے ہم بارہا جنّت مین لیکن
کبھی پونہچے نہ تیرے آستان تک

جلایا عشقِ روے آتشین نے
مجھے ایسا نہین نکلا دُھوان تک

پھنسا کس پیچ مین ہے زلف کے دل
کہین ملتا نہین اُسکا نشان تک

رخِ پرنور کا سودا ہے جب سے
اُڑا دین روح و تن کی دھجّیان تک

مؤذّن مر گیا کیا آج کی شب
نہین دیتا دروغا جو اذان تک

ردیف گ

اُنکا جو قاصد انہین آنیکا رنگ ڈھنگ
اپنا ہی کچھ جما وہان جانیکا رنگ ڈھنگ

پانوٗمین ہے حنا نہ لگانے کا رنگ ڈھنگ
اُنکا ہی آج ہاتھ نہ آنے کا رنگ ڈھنگ

دل چاہتا ہے ہو جیسے جلکر سیاہ خاک
تا آنکھ مین ہو اُنکے سمانیکا رنگ ڈھنگ

تِل ہے کہ دانہ حلقۂ گیسو ہے یا کہ دام
یہ ہے مُرغ دل کے پھنسانیکا رنگ ڈھنگ

جائیگا عندلیب بھی نغمے کو اپنے بھول
کر یاد میرے شور مچانیکا رنگ ڈھنگ

ظاہر مین ہو خفا مجھے بتلاتے ہین وہ ڈانٹ
در پردہ ہے یہ آنکھ دکھانیکا رنگ ڈھنگ

دیتے ہین کھول رخ کبھی لیتے ہین وہ چھپا
کیا خوب ہی یہ دل کے لبھانیکا رنگ ڈھنگ

مین جاگے شبِ وصل جو پہلے سے سو رہا
نازو ادا کا دیکھا جگانیکا رنگ ڈھنگ

خلوت مین کر طلب جو بٹھاتے ہین مجھکو پاس
تو ہے رقیب بد کے اُٹھانیکا رنگ ڈھنگ

ثابت ہوا ادر روغ یہ لیل و نہار سے
دم دم یہ ہے بدلتا زمانیکا رنگ ڈھنگ

دیکھا ہی اسنے کیا مرے شیرین دہن کا رنگ
جو نیلگون ہوا ہے رخ کوہکن کا رنگ

دانتو سے تیرے مات ہے دُرِ عدن کا رنگ
پھیکا لبو سے ہے ترے لعلِ یمن کا رنگ

دل مین بسا ہے جب سے مرے یارِ گلعذار
آنکھو نمین بھر رہا ہی ہمارے چمن کا رنگ

اللہ رے نازکی گلِ رخسارِ یار کی
اُڑتا ہوا ہے بوسہ سے ہے گلبدن کا رنگ

عاشق تھا عمر بھر جو مین اک عارضِ حسین کا
میلا ہوا نہ قبر مین میرے کفن کا رنگ

کیا کیا نہ نونہال خزان نے مٹا دیے
سرسبز ہی رہا مگر اس پیرزن کا رنگ

یعنے پیرزن ۱۲

میری طرح فلک بھی ہے شاید مریض ہجر　　دنکو جو زرد رو ہے وشب کو خزن کا رنگ

گر آج عاشقون کا ہوا ہے نہ قتل عام　　ہے سرخ پھر تو آپکے کیون پیرہن کا رنگ

طفلی سے آہ ہم ہوے اپنے جلا وطن　　موزون ہوا عزیز و نہ ہم سے وطن کا رنگ

لکھدین جو ابرو نکی صفت انمین ہین　　ہر مصرع کتاب ہو شمشیر زن کا رنگ

رکھ چھوڑین استخوان جو براے سگان یار　　اُنکے لیے ہما کا ہے زاغ و زغن کا رنگ

مشّاق ہین دروغ جو رنگین کلام کے　　نیرنگ نظر آتا ہے اُنکے سخن کا رنگ

دکھلاوے وصل کا جو مجھے نو بہار رنگ　　ہم عشق نظر آئین غم اشکبار رنگ

برسا کرم سے تیرے جو ابر بہار رنگ　　خوش چشمون نے دکھایا در شاہوار رنگ

رخسار یار پر ہے خط سبز کا نمو　　دکھلاتا ہے بہار بھی کیا مرغزار رنگ

دل لیکے بوسہ دیتے ہین نیچی نظر سے آپ　　کیا خوب بے حجابی مین ہے شرمسار رنگ

دم دیکے روز جاتے ہین آغوش سے نکل　　مانینگے اب نہ ایک وہ لائین ہزار رنگ

گر لیجیے طپانچون سے منھ ہر انیل گون　　پستان کرونگا آپ کی مین گل انار رنگ

دل میرا رخ اُس بت سے جو کرتا نہ ہمسری　　ممکن نہ تھا کہ رنگ کا کرتا شکار رنگ

گلہاے دو جہان ترے آگے ہین سرنگون　　پھر کیون نہ مین لکھون ترا گردون وقار رنگ

شاعر تمام دوست کو کہتے نہ خصم جان　　ہوتے نہ حسن و عشق اگر کارزار رنگ

دشمن کو دوست دوست کو دشمن کہین نہی　　آتا ہے ہر طرح کا انھین خوشگوار رنگ

کاوش جو ابرون کی تری رہتی ہے مدام　　مضمون غزل کا میری بندھا ذوالفقار رنگ

ہو مین شہید اُس رخ رنگین کا دروغ　　مدفن مین بھی دکھائیگا میرا مزار رنگ

کرون بہار مین اسطرح تجھ کو جانان تنگ
صدف کو کرتا ہے جسطرح ابرِ نیسان تنگ

پری جمالونکے جھرمٹ سے ہے شبستان تنگ
خوشا نصیب مرے دلکا ہے نہ ارمان تنگ

دہن کو کہتا ہے غنچہ کوئی کوئی معدوم
کہون مین کیا کہ ہے میری تو طبعِ جولان تنگ

اگر مین پھر بھی اُٹھاؤن قلم پئے تعریف
زبانِ کلک رُکے ہو سخن کا میدان تنگ

تمھاری سُرمگین آنکھون کا ہو مین دیوانہ
گیا جو صحرا مین کرنے لگے غزالان تنگ

سُنین جو بلبلین آتا ہے باغ کو وہ گُل
سمائین پھولے نہ قالب مین ہو گلستان تنگ

اسیر ہوتے ہین بھالونکے وار کھاتے ہین
صنم کے کرتے ہین مژگان و زلفِ پیچان تنگ

ہماری گشت سے ذرات اُسکے کوچے مین
پناہ مانگتا ہے ہو کے اُسکا دربان تنگ

نہ کھینچ ہاتھ تو اپنا بہار مین ساقی
تری ہین تنگ دلی سے تمام مستان تنگ

نظر جو خواب مین پڑ جائے صورت اُس بُت کی
یہ کیا ہے دخل نہ ہون حافظانِ قرآن تنگ

بدون کے ساتھ رعایت دروغ کرنیسے
نتیجہ یہ ہے کہ ہوتے ہین نیک مردان تنگ

سوزِ فرقت سے لگی ہے دلِ بیتاب مین آگ
آہ مارون تو لگے عالمِ اسباب مین آگ

طپشِ غم سے دل اپنا ہوا پارہ پارہ
خیریت کب ہے کہ جسدم لگے سیماب مین آگ

بام پر ماہ لقا دے اُلٹ اپنی جو نقاب
رشک سے لگ اُٹھے فورًا رخِ مہتاب مین آگ

شوخیِ سُرخیِ پان ترے دندان کے قریب
دھوکا ہوتا ہے لگی ہے دُرِ نایاب مین آگ

سوزشِ گریہ سے آنکھونسے ٹپکتا ہے لہو
یہ غضب ہے کہ لگی چشمۂ پُر آب مین آگ

دھیان کرکے تری صورت کا جو لے شعلہ رو
خط لکھون مین تو لگے لکھتے ہی القاب مین آگ

دوستو مین نہین لازم ہے کدورت کہ دروغ
بدگمانی سے ہے لگتی دلِ احباب مین آگ

ردیف ل

دلِ ہندو ہوا ہے کاکلِ خمدار پر مائل
مسلمان ہو کے ہو نہیں مصحفِ رخسار پر مائل

مجھے ہی عشق تیرے اے صنم روئے منور کا
نہ حیوان ہون کہ ہوتا مین گل و گلزار پر مائل

ہمین الفت ہے اے جانان تمہاری شوخ آنکھوں سے
بلا ہو وے ہماری نرگسِ بیمار پر مائل

تمہارے ابروون کی عشقِ پنہان سے ہمارا دل
بوقتِ کھیل طفلی مین بھی تھا تلوار پر مائل

ہوا ہون مین وہ مستِ عشق زاہد بھی اگر دیکھے
کرے ترک اعتکاف ہو خانۂ خمار پر مائل

مزا ہے وصل کا ناز و ادا غمزہ کرشمہ مین
رہا کرتا ہے دل میرا انہین دو چار پر مائل

نہین ہے پوچھتا مفلس کو کوئی بھی تو دنیا مین
گل افشان ہوتی ہین فوراً مگر زردار پر مائل

نہ ہتا رات دن چکر مجھے صحرائے فرقت مین
اگر ہوتا نہ دل اپنا تری رفتار پر مائل

کہین ہم لاکھ لیکن وہ در و غا ہی نہین سنتا
ہمارا دل تو ہی اُس شوخ کی گفتار پر مائل

بھلا دون باغ مین جو تجھے روبروئے گل
دیکھے نہ عندلیب اُٹھا آنکھ سوئے گل

اُلٹے چمن مین اپنی جو وہ شعلہ رو نقاب
بلبل بنے کباب وہ ہو خشک روئے گل

گر و کہون تو لوگ کہین ہون مین بیوقوف
تشبیہ رخ سے تیرے دیتے ہے آبروئے گل

چھوٹے نہ داغِ رشک جگر سے تمام عمر
شبنم ہزار روز کرے شست و شوئے گل

سن لے جو ایک بات مرے رشکِ باغ کی
بلبل کو خوش نہ آئے کبھی گفتگوئے گل

بلبل کو قید اُس جگہ صیاد نے کیا
جس جا نسیم بھی کبھی لائے نہ بوئے گل

بی یار فرش پھولون کا بچھوایا جو دروغ
چبھتے ہین تن مین خار کے مانند موئے گل

جب سے ہے مجھکو چہرۂ پُر نور کا خیال
موسیٰ کو دل پہ میرے ہوا طور کا خیال

عشقِ مژہ سے تیرے جگر کی یہ شکل ہے
کرتے ہین لوگ خانۂ زنبور کا خیال

دیکھونگا آنکھ کیا مین کسی مستِ ناز کی
ہوتا ہے اب جو نرگسِ مخمور کا خیال

نزدیک پا کے تجھکو نشّے کی ترنگ مین
اے یار سوجھتا ہے مجھے دور کا خیال

عالم مین بیخودی کے مین بھولا ہون آپ کو
رہتا ہی جب سے اُس بُتِ مغرور کا خیال

اے بُت قسم خدا کی ترے حُسن کے حضور
ہرگز کرون نہ خواب مین مین حور کا خیال

نالہ اگر دروغ کرون دردِ ہجر سے
ہووے تمام خلق کو تو صور کا خیال

رُخ کے ہمسر ترے ہو خورشیدِ خاور کیا مجال
بوی کاکل کے ترے مشک اور عنبر کیا مجال

نالہ زن ہو دردِ فرقت مین دلِ غمگین اگر
ہو سکے اُسکے مقابل شورِ محشر کیا مجال

ہے کمان ابرو تو مژگان تیر گیسو دام ہین
عاشقِ خستہ جگر ہو اسنے جانبر کیا مجال

سرو قد میرا چمن مین ہووے جسدم خوشخرام
سرنگون ہو کر نہ گر جائے صنوبر کیا مجال

دیکھکر افشانِ تابان کو شبِ دیجور مین
رشک سی جائین نہ چھپ اختر فلک پر کیا مجال

چاندنی مین دے اُٹھا گر شمع رو اپنی نقاب
جل کے خاکستر نہ ہو ماہِ منوّر کیا مجال

کھولدے زلفونکو اپنی باغ مین وہ نونہال
کر نہ لے سر نیچا اپنا سنبلِ تر کیا مجال

بے حجابی مین عرق رُوی مصفا پر جو ہو
اُس سے شرمندہ نہ ہووے آبِ کوثر کیا مجال

آرزوے دید مین اُس چہرۂ پر نور کی
مہر و مہ و ذرات جو کھائین نہ چکر کیا مجال

آبداری دانت کی اُس ماہرو کی دیکھکے
آبِ غیرت مین نہ غلطان ہووے گوہر کیا مجال

منزلِ ہستی سے ہوگا جب سفر اپنا دروغ
ساتھ جائیگا کوئی خویش و برادر کیا مجال

جلوۂ رخ سے صنم کے گرچہ ہے پُرنور دل
سوزِ فرقت سے مگر ہے مثلِ کوہِ طور دل

حاجتِ میخانہ تو ہرگز نہین مجھ مست کو
ہے مئے الفت مین ساقی کے نشے مین چور دل

آفتابِ حشر تو ہے اک اُسی کا نان پخت
جب سے عشقِ شعلہ رو مین ہے مرا تندور دل

مین نے تو ہر چند یہ چاہا نہ ہو اظہارِ عشق
عاشقو نین تیرے لیکن ہو گیا مشہور دل

وصل کی شب جب لگا گانے غزل وہ خوش گلو
سازِ عشرت سے بنا یا ہمنے بھی طنبور دل

عشق جب سے ہے مجھے اُس بُت کی چشمِ مست کا
مثلِ ساغر بادۂ الفت سے ہے معمور دل

اُس پری پیکر کی جب ہوتی ہین آنکھین مجھسے چار
نوکِ مژگان کی خلش سے ہوتا ہی رنجور دل

ہے یقین ساقی پلائیگا مجھے جامِ وصال
خود بخود ہوتا ہے میرا آج جو مسرور دل

گوہرِ مقصود ملنا ہے ملیگا اے دروغ
چاہیے ہر حال مین رکھنا مگر مشکور دل

ردیف م

زاہد نہین ہوس ہو کہ جائین جنان مین ہم
شیدائے بُت ہین جاتے ہین کوی بتا نہین ہم

کرتے رہے تلاش تجھے دو جہان مین ہم
گا ہے زمین پر دگہے آسمان مین ہم

محروم دید سے ترے آئے وہانسے بھی
حسب الطلب اگرچہ گئے لامکان مین ہم

کیا جانیے کہ پردے مین تو ہے و یا نہین
رہتے ہین رات دن اسی ہر دو گمان مین ہم

پائینگے یار یا کہ مٹائینگے اپنا کھوج
ہین ڈھونڈتے جو پھر تجھے کون و مکان مین ہم

وصفِ دہن تنگ مین کھلتی نہین زبان
لب بند ہو کے رہتے ہین فکرِ بیان مین ہم

دل ہے بسا جو یار کے ابرو و مژہ پر
ہر وقت تلا کرتے ہین تیر و کمان مین ہم

اوجھل نظر سے رہتا ہے جب سے کہ وہ دروغ
دردِ جگر سے رہتے ہین آہ و فغان مین ہم

تنگ آئے ہین بہت اب تری بیداد سے ہم
فائدہ دیکھتے منّت سے نہ فریاد سے ہم

ربط کرتے ہین اب اک فتنہ بنیاد سے ہم
ہاتھ دھوتے ہین عزیز و دلِ ناشاد سے ہم

بھول جاتے ہین شبِ ہجرِ غمِ فرقت کو
وصل کا لطف اُٹھاتے ہین تری یاد سے ہم

دفترِ عشق مین ہے نام لکھا یا لیکن
ہین حقیقت سے نہ واقف و نہ روداد سے ہم

نوکِ مژگان سے کبھی پھوٹین پھپھولے دل کے
التجا کرتے ہین ہردم یہی فصّاد سے ہم

تیغِ ابرو جو لگے ہاتھ گلا خود کاٹین
بارہا کہتے ہین منّت سے یہ جلاد سے ہم

دھیان آیا جو چمن مین قدِ بالا کا ترے
لپٹے بسیا ختہ جا دوڑ کے شمشاد سے ہم

شیوہ ظلم ہے اُنکا تو وفا اپنا دروغ
سنگ دل اِسمین نہ کم اُسمین نہ فولاد سے ہم

ہو گیا کیا مجھے نہین معلوم
ہون مین کس جا مجھے نہین معلوم

جا کے کوچے مین ترے پھر کیسے
لَوٹ آیا مجھے نہین معلوم

حضرتِ دل فراق کس گل مین
داغ کھایا مجھے نہین معلوم

مہربان مدرسے مین عشق کے آہ
اب تک آیا مجھے نہین معلوم

آہ مجھکو یہ میری آنکھون نے
ہے ڈبویا مجھے نہین معلوم

بخدا عشق مین ترے اے بُت
دین و دنیا مجھے نہین معلوم

زاہدا اپنا کہہ جو تو سمجھے
حالِ عقبیٰ مجھے نہین معلوم

ناصحا کیا دماغ مین تیرے
ہے سمایا مجھے نہین معلوم

یہ ہین مکّار دونون اسے حافظ — تونے جانا مجھے نہین معلوم
یہ سخن ہے کہ داغ ہے دلکا — کچھ پھپھولا مجھے نہین معلوم

راست کہتا ہے جو تو کہتا دروغ
کوئی سمجھا مجھے نہین معلوم

تھے جو فصل مین بخدا صنم مری ہوش گم وحواس گم — رہے وصل مین بخدا صنم مرے ہوش گم وحواس گم
جلوہ نے تیری جمال کے دجھلک نہ تیری جلال کی — کیے اصل مین ایضاً
ترے ظلم ہجر کا گلہ مظلوم ساکردن کیون رہین — تہرے عدل مین ایضاً
شجر جنون جو بہار مین ہوا بار دار تو پھل لگے — اس نخل مین ایضاً

تھا جو دل دروغ سے اپنا زلف مین پھنسا تو ہوے
ہر فصل مین بخدا صنم مرے ہوش گم وحواس گم

ہم جاتے ہین گھر کہنے لگے وہ جو صبحدم — منھ آیا کلیجا مرا لب دم تو صبحدم
دم دم یہ کہکے وصل مین بیدم کیا کیے — جانے دو جی جانے دو نہ ہونے دو صبحدم
دم دیکے کہا ہمدم تم دم تو لو بولے — دم آیا پھر ہمارا ہٹو اب تو صبحدم
مین بولا کہ دم باز بڑے تم بھی صنم ہو — فرمایا نہ چھاتی کا مرے جم ہو صبحدم
جم جم کے کہا مین نے جمیگا نہ یہ اب رنگ — رنگ لا کے چلے روز تو جاتے ہو صبحدم
یہ نور کا تڑکا ہے جلا دل کو نہ کر طور — گھر کر مرا پر نور نہ کافور ہو صبحدم
موسیٰ نہین کر جاؤن جو غش مین ہے ارشک حور — ہون خاص نور نور اللہ نور ہو صبحدم
گل باغ سخن کا ہون و بیداغ ہے کلام — گر ہو وفور نور دور داغ ہو صبحدم

اُستاد دے فروغ ساحق حق ہو پھر فروغ — کہتا ہے انا الحق وانا الحق و صبحدم

ردیف ن

ہمارے خون سے ناحق وہ اپنے ہاتھ بھرتے ہین
خدا کے خوف سے مطلق نہین وہ شوخ ڈرتے ہین

یہ اُنکے ہجر مین عاشق کے اُنکے حال ہوتا ہے
کہ شب کو بیقراری ہے و دن وُہ گذرتے ہین

ہمارا دم نکلتا ہے اُنھین اصلا نہین پروا
نہ پوچھین ہین کسی سے بھی کہ ہم جیتے کہ مرتے ہین

جنازے کو ہمارے دیکھکر یہ یار کہتا ہے
کہ اتنا رنج اسکے واسطے کیون لوگ کرتے ہین

مقدر مین ہمارے جو کہ تھا وہ روبرو آیا
دروغ الزام ناحق اُسپہ یہ سب لوگ دھرتے ہین

وہ گل آج مستی لگائے ہوے ہین
وسوسن کے دل کو لبھائے ہوے ہین

یقینًا کرینگے وہ خون آج صدہا
اسیواسطے پان کھائے ہوے ہین

نہ خالی از علت ہے منہدی لگانا
قتل کا وہ بیڑا اُٹھائے ہوے ہین

نہین کھولتے ہین جو دستِ حنائی
تو عاشق کے دل کو چرائے ہوے ہین

جلانیکو اغیار کے دلکو ہم بھی
شمر وسے لَو کو لگائے ہوے ہین

کرے وہ جفا سنگدل لاکھ ہم بھی
تو پتھر کی چھاتی بنائے ہوے ہین

یہ خوبی ہے قسمت کی تیرے دروغا
کہ اب یار اپنے پرائے ہوے ہین

وہ گلبدن جو آج چمن مین نہاے ہین
کیوڑے گلاب کی ندی نالے بہاے ہین

گلشن بہشت وہ گل آج جو سر سے نہاے ہین
تا خلدِ برین مُشک کے دریا بہاے ہین

ہنگامِ غسل آپنے کُلّی جو ایک کی
آبِ حیات کے تو سمندر بہاے ہین

چاہِ ذقن مین اُنکے طبیعت ہی باؤلی ۔۔۔ تالابِ غم مین سیکڑون ہی غوطے کھائے ہین

بڑھکر فسونِ سخن کا دروغ آج کل تو ہم
دل بیٹھ چلا تھا مگر اُبھار لائے ہین

وقتِ گفتار جو لب کھولتے ہین ۔۔۔ سامع ہر بار گہر رولتے ہین
ہم تو سو بار اُن سے بولین پر ۔۔۔ وہ تو اک بار نہین بولتے ہین
طوطی اُڑتی ہے عندلیب کی جب ۔۔۔ جا کے گلزار مین ہم بولتے ہین
خار کھاتے ہین چمن مین سب گُل ۔۔۔ اپنے رخسار جو وہ کھولتے ہین
پُتلیان جاتی ہین نرگس کی پھر ۔۔۔ جب وہ دلدار چشم کھولتے ہین
ہوتا محجوب لالہ ہے جب ہم ۔۔۔ سینۂ داغدار کھولتے ہین
دیکے پیالہ سمِ قاتل کا مجھے ۔۔۔ یار دل کو مرے ٹٹولتے ہین
رکھکے میزانِ محبت مین تجھے ۔۔۔ اے جانِ نثار ابھی تولتے ہین

بولتی مارتے ہین اُنکی دروغ
اُنسے اغیار جو گر بولتے ہین

نازسے پہلو مین سر یار جو دھر دیتے ہین ۔۔۔ جان نثار ہم بھی تو فی الفور ہی کر دیتے ہین
وصلِ دلدار کی قاصد جو خبر دیتے ہین ۔۔۔ روپیہ پیسا تو کیا ہم اُنکو گہر دیتے ہین
چاہِ غبغب مین جو دل ہے یہ گردابِ بلا ۔۔۔ زلف جھٹکا کے وہ کر زیر و زبر دیتے ہین
اُنکے گیسو مین اُلجھتے ہین جو تارِ زنّار ۔۔۔ ٹکڑے ٹکڑے اُنھین ہم اِسلیے کر دیتے ہین
بالیقین کشتیِ دوران نہ بچے گی ہرگز ۔۔۔ آج طوفان کی خبر دیدۂ تر دیتے ہین
مانگتے ہین جو وہ کچھ ہم سے بوقتِ سنگار ۔۔۔ مانگ بھرنیکو تو ہم اشکِ گہر دیتے ہین

وصل مین اپنی زبان کو جو وہ منھ مین میرے
ڈال دیتے ہین تو بس شیر و شکر دیتے ہین

خواہش ہوتی ہے شب وصل مین اُنکو تو ہم
صدف اُنکی دُرِ نایاب سے بھر دیتے ہین

پھر بھی وہ مانگتے ہین کچھ تو یہ ہم کہتے ہین
اے مری جان ٹھہر لخت جگر دیتے ہین

توڑ کے مندر و مسجد کو کعبۂ دل مین
رہنے کو اُس بُتِ کافر کو یہ گھر دیتے ہین

چھوڑین ناقوس کو ہم جان مؤذن کی بھی لین
ہم کو ایذا یہ بہت وقت سحر دیتے ہین

وو گھڑی وصل مین ہوئے نہین باتین ہی تمام
کہ یہ دونون دفعتًہ بانگِ فجر دیتے ہین

سفرِ ہجر کے دفتر کا بنا کر کے وہ
دشتِ منڈلا مین ہمین رہنے کو گھر دیتے ہین

کب نکلتے ہین ہم اس دشت سے دیکھا چاہیے
آہ و نالہ مرے کب دیکھو اثر دیتے ہین

رونمائی مین دروغ اُس بُتِ یکتا کی ہم
دین و ایمان و تن و جان ہدیہ کر دیتے ہین

ہمسری دل سے کرین میری جلن مین مرچین
جو تو فی النار ہون بس چشمِ زدن مین مرچین

مچھلیان بالونکی اُس قد مین دُکھین جس جس کو
بول اُٹھا کہ لگین سرو چمن مین مرچین

آئنہ خانہ مین رکھ اُنگلی زنخ پر یہ کہا
دیکھو پیوند ہین اب سیبِ ذقن مین مرچین

بے زبان ہین دہنِ زخم کہین درد جو تو
چارہ گر بھر دے مرے زخم کہن مین مرچین

عشق نے چرب زبانی جو ہے مارا مجھکو
بُو نا تو دوستو مرے مدفن مین مرچین

سُرخی پان لبِ شیرین کو مین دربادہ خوری
سمجھا مطلب کیلیے اُسکے دہن مین مرچین

دھوم ہے چرب زبانیکی تمھاری بھی دروغ
بُو دو تم از سرِ نو کشتِ سخن مین مرچین

دیکھ لو تو عظمتِ شانِ امیر المومنین
ہین تو کافر بھی ثنا خوانِ امیر المومنین

جن وانس و وحش و طیار ہوا کا ذکر کیا
ہین ملائک زیر فرمان امیر المومنین

کون ہے جسکا نہین اُنسے سر تسلیم خم
نوح بھی ہین زیر احسان امیر المومنین

مغفرت و عیش و عشرت فتح و نصرت سلطنت
پاتے ہین جو ہین غلامان امیر المومنین

عُسرت و صبر و قناعت زہد و فقر و اتقا
یہ تو ہین سب ساز و سامان امیر المومنین

جنگ عصیان کا بروز حشر کچھ خطرہ نہین
ہین مرے ہاتھون مین دامان امیر المومنین

ایسے اہل بغض پر ہم بھیجتے ہین مین فنر
جو ہین در پردہ حسودان امیر المومنین

صدقے ہم اُن کافرونکے یا خدا کیونکر نہ ہون
جان و دل سے ہین جو قربان امیر المومنین

ہے دعا میری یہی شام و سحر اُس سے درونغ
ٹھیرون مین از راستبازان امیر المومنین

ہون مبتلا مین خود مجھے میری خبر نہین
رہ بیخودی مین ہوش و خرد کا گذر نہین

آزار عشق کا مرے پیدا ہوا علاج
بے وصل یار اور تو اے چارہ گر نہین

اُڑ کے مین ایک آن مین اے جان پونہچتا
پر ہاتھ یہ ملتا تھا میرے تھے پر نہین

ہو کر پری کی قوم خبر لی نہ آج تک
تجھسا تو کوئی دوسرا اے بیخبر نہین

گر حال یہ رہا مرا کچھ روز اسی طرح
کرنا یقین دل تن و جان و جگر نہین

صورت یہی جو آج یکایک نظر پڑی
سمجھا کہ صبر و آہ مرے بے اثر نہین

ہون چاہ مین مین قید تری چاہ سے درونغ
شکوہ گلہ کہ اُف مین کرون وہ بشر نہین

ردیف واو

آیا جو میکدہ مین مرا یار رات کو
برجِ قمر تھا خانۂ خمار رات کو

شرما کے میرے پہلو سے دلدار ہٹ گیا
بوسے کا مین ہوا جو طلبگار رات کو

یاد آ گئی حلاوتِ شہد و نبات و قند
بوسے جو اُسنے دیدیے دو چار رات کو

دہشت تھا جو ابروِ خمدار کا خیال
پیشِ نظر تھی خواب مین تلوار رات کو

خاموش مجھکو دیکھ دروغ اُسنے یہ کہا
کیا ہو گئی کسی سے تھی تکرار رات کو

کہین فرہاد و شیرین کی طرح مشہور مت کیجو
کہین تو قیس کے موافق مجھے رنجور مت کیجو

گرا کر اے پری بہرِ خدا نظرون سے تو اپنی
کہین آئینۂ دل کو مرے تو چور مت کیجو

کیا ہی وصل سے بو خوش تو اے آرام جان ہرگز
غمِ فرقت ہی سینہ پر مرے ناسور مت کیجو

دعا کرتا ہی روز و شب یہ بندہ اُسکی درگہ مین
کہ پہونچا کرکے اُس جا پر کبھی تو دور مت کیجو

جفائین جو کہ جھیلی ہین دروغ اُس بُت کی الفت مین
وفا کا دم جو بھرتے ہو کہین مذکور مت کیجو

صاف کیون ابروے شمشیر اپنی کرتے ہو
قتل کی کسکے یہ تدبیر اپنی کرتے ہو

خار حسرت ہی کھٹکتا دلِ پُر درد مین لیک
تم نہ سیدھی نگہِ تیر اپنی کرتے ہو

مین کرون شکوہ تو ہر بات مین اُلٹے مشفق
میرے جانب ہی کو تقصیر اپنی کرتے ہو

جادو کرتے ہو سحر کرتے فسون یا کہ طلسم
بات کی بات مین تسخیر اپنی کرتے ہو

مین اکیلا ہی نہین ہے ترا شیدا عالم
دل مین ہر ایک کے جاگیر اپنی کرتے ہو

بندہ بے دام بنا جب مری طوقِ گردن
ناز سے زلفِ گرہگیر اپنی کرتے ہو

سکتہ ہوجاتا ہے دونون کو مقابل جسدم
مہ و خورشید کی تصویر اپنی کرتے ہو

نازو انداز سے کہ قتل نکر جاتے ہو
خوب ہر جمون مین تشہیر اپنی کرتے ہو

سفلہ دمباز سے رکھتے ہو جو صحبت تو دروغ
آپ خود ہاتھ سے تحقیر اپنی کرتے ہو

پھرتا تری تلاش مین ہو نہین تو کو بکو
ہر چند پر نہ آیا کبھی تو تو روبرو

قاصد ترا گذر ہو جو محفل مین یار کی
کرنا بیان حال مرا تو تو ہو بہو

ہوتی مرے سوال مین ہین موشگافیان
پوری مراد غیر کی ہوتی ہے مو بمو

حیران و پریشان ترا کشتۂ نگاہ
پھیلا کے آنکھ دیکھتا ہے تو سو بسو

ہے جان بلب فراق مین تیرے ترا قتیل
باور نہ ہو تو دیکھ لو جا اب تو دو بدو

چشمون سے اشک کی ہو جھڑی یا کہ اے دروغ
ہے عالم برسات وہین ملتے تو جو بجو

روز مجھپر ستم ایجاد کیا کرتے ہو
دل کو لیکے مرے برباد کیا کرتے ہو

لاکھ تدبیر مین کرتا ہون کہ تم شاد رہو
بے سبب تم مجھے ناشاد کیا کرتے ہو

جان نثاری کی مری داد تو دیتے ہو نہین
ہان جو کرتے ہو سو بیداد کیا کرتے ہو

بھول جاتے ہو مری جان مری جانبازی کو
نو بنو طرزِ جفا یاد کیا کرتے ہو

صحبت غیر مین کرتے ہو مرا ذکر تو وہ
بخدا فتنۂ بنیاد کیا کرتے ہو

کرکے ویران نشیمن دلِ بلبل کا اے گل
آشیان زاغ عدو آباد کیا کرتے ہو

آہ و نالان ظلم سے انکے جو مین کہتا ہون دروغ
کہتے ہین تم کیونہین فریاد کرکیا لے ہو

ردیف ہاے ہوز

لگا ہے دل جواب اُس شوخ ستمگار کے ساتھ
تو ظلم ہم پہ ہے اور لطف ہے اغیار کے ساتھ

خیالِ یار کا یہ تار بندھا آنکھون مین
کہ مردمک بنا جا نرگسِ بیمار کے ساتھ

تجھے برسنا جو ہے ابر جا تو اور کہین
نہ چھیڑ چھاڑ کران چشمِ اشکبار کے ساتھ

ہوا نصیب اک بوسہ کبھی دھوکے مین
پڑا ہے پالا ہمین سخت کس عیار کے ساتھ

کیا جو معجزہ شق القمر محمدؐ نے
وہی ہالہ رہے ہین ملے آترے رخسار کے ساتھ

دکھا کے چھاتی کی بھٹنی ورکھ حجاب سے ہاتھ
کہا یہ فانسہ پیوند ہے انار کے ساتھ

دروغ سنکے یہ بولا کہ لطف ہو وے اگر
تری صدف ہو مرے لولو شہوار کے ساتھ

درد دل کو نہ کیون کہون مین آہ
جور غم تا بکے سہون مین آہ

تیری فتنا نکے دھیان مین اے جان
پھوڑون کیون سر نہ جان دون مین آہ

جب سے تیری نگہ پھری مجھسے
کیون نہ سرگشتہ ہو پھرون مین آہ

حسرتِ دید اُس کی مژگان مین
کیون جنون تنکے ناچنون مین آہ

بیٹھے اغیار جبکہ اُنکے پاس
ہو خجل بسکہ اُٹھ چلون مین آہ

ہنسکے بولے رقیب سے وہ شوخ
دیکھ یہ روکے چپ رہون مین آہ

غیر کے ہاتھ سے وہ بیڑا کھائین
رشک سے اپنا خون کرون مین آہ

غیر سے شمع رو لگائے لو
آتشِ رشک سے جلون مین آہ

سودۂ زلف مول لے کے دروغ
پھر بلا اپنے سر پہ لون مین آہ

ہوگیا ہم کو غضب ہی اُس پری سے واسطہ
ہے جسے درذات بس فتنہ گری سے واسطہ

زلف ہے ناگن بلا کی ہاتھ پر آتی نہین
ہون مین عمل حب کرنا لیک وہ جادو نگاہ
کہتے ہین مجھسے پھنسا کے دلکو پیچ زلف مین
بیٹھ کے در مین دریچہ کے وہ تیر ناز سے
ناصحا بہر خدا کرتا ہے کیا لاف و گزاف

گو مجھے حاصل ہے سحر سامری سے واسطہ
رکھتا ہے حق مین مرے کینہ وری سے واسطہ
ہے نہین ہم کو کسی کی دلبری سے واسطہ
رکھتے ہین عاشق کے وہ سینہ دری سے واسطہ
رند راہ عشق کو کیا رہبری سے واسطہ

سرورئ عشق جب سے ہے ملی مجھکو دروغ
کہتری سے ہے نہ کچھ ہے مہتری سے واسطہ

دیکھیے کیونکر ہو میرا اور قاتل کا نباہ
نیم شب زاری ہو اور اختر شماری نیم شب
ہووین روز و شب بسر یون مری جب اس طرح
بیدلی ہر دم مجھے اُن کو دل آزاری سے کام
ہے اگر عاقل مرا دہ دشمن جان خیر ہو
مفسدہ پرداز غیرون نے ہے ڈالا دل مین میل

ہے بہت مشکل تو اب اس نیم بسمل کا نباہ
نیم جان دن بھر ہے ہوتا آہ اس دل کا نباہ
کسطرح ہووے تو پھر اس سخت مشکل کا نباہ
یا خدا ہو عمر بھر کس طور بیدل کا نباہ
ہے مگر دشوار تر دنیا مین جاہل کا نباہ
ہاے وہ دن کیا ہوئے جب تھا کہ ہل کا نباہ

بات جو کہتے ہین ہوتی راست ہو اک تو دروغ
سچ ہے دس مین کیسے ہو حرکات باطل کا نباہ

تھی پہلے تو مجھ سے محبت زیادہ
کرین کیون نہ مجھسے وہ نفرت زیادہ
قبیح دیکھے جاتے ہین ہر طور سے اب
دقیقے نکلتے سخن کے ہین میرے

ہے اب غیر سے اُنکو الفت زیادہ
وہ رکھتے ہین غیرون سے صحبت زیادہ
ہے ہر طرح جسسے اب قباحت زیادہ
ہے ہر بات مین مجھکو دقت زیادہ

کبھی بوسہ مانگا تو کہتے ہین مجھسے
تری مانگنے کی ہے عادت زیادہ

جرح کے سوالات کر زخم دل پر
وہ کرتے ہین میرے جراحت زیادہ

ہے عہدِ عدو پھر تو ہو عدل کیسے
کرون جاکے کس جا عدالت زیادہ

زمانہ ہے شرّی فسادی اسی سے
ہے اُس شوخ کی بھی شرارت زیادہ

دروغ اُسکے دم مین نہ آیا ن کہنا
ہوا ہے وہ اب بے مروت زیادہ

ردیف ی

دل لگتا نہین گفتگو بھاتی ہے کسی کی
ہر سو مجھے صورت نظر آتی ہے کسی کی

افسوس نہ ہوگا مرا دل غیر پہ مائل
اِن آنکھون مین صورت نہ سماتی ہے کسی کی

عاشق ہوا ہون مین تو شۂ حسن کا جب سے
صورت نہین مدِ نظر آتی ہے کسی کی

مین جانتا ہون خوب کہ کیا میرا حال ہے
خواہش وصال مجھکو گھلاتی ہے کسی کی

کرتا ہون مین دروغ دعا شام و سحر یہ
کب شکل منور نظر آتی ہے کسی کی

تنِ لاغر مین اے پیارے فقط اِک جان باقی ہے
اور اُسمین وصل کا تیرے فقط ارمان باقی ہے

مےٗ گلگون کا چلتا دَور ہے اُس گل کی محفل مین
نہین جمتا ہے رنگ اپنا یہ کیا نااتفاقی ہے

سُنا ہے وصلِ گل سے بہرہ ور بلبل چمن مین ہے

مہیّا عیش و عشرت کا کیے سامان ساقی ہے
خزان کے آنے سے بلبل کا نغمہ ہوگیا کافور
وصال گل کب ہوئے گا فقط یہ تان باقی ہے
بہار آمد و وصلِ گل سے بلبل ہوگئی خوش دل
دروغ اِک حسرتِ دیدار مین ہر آن باقی ہے

رخِ روشن جو وہ اپنا دکھاوے
مرے خوابیدہ بختون کو جگادے
جو قاصد وصل کا پیغام لاوے
تو دل میرا اُسے بیشک دعاوے
نہ پیشِ یار سر اپنا جھکا دے
سزا شمشاد کو بیشک صبا دے
جو یہ چمکے کان مین اُس بت کے بجلی
یقین ہے برق کا خرمن جلاوے
قدم رنجہ اگر ہووے وہ کلرو
تو میرے خانہ کو جنت بناوے
حیا سے ماہ چھپ جاے شفق مین
صنم چہرے سے بُرقع گر اُٹھاوے

دروغ اپنی دعا ہر دم یہی ہے
مرے دلبر سے وہ مجھکو ملا دے

اک روز مین نے دیکھا اُس شوخ کو بیٹھے۔ کوٹھے پہ ادا سے
دل مین مرے آیا لون شوق سے بوسے۔ پر اُسکی رضا سے
اتنے مین وہ بولا یہ کون کھڑا ہے۔ اس بام کے نیچے
مین نے کہا اسیر ترے زلف کا پیارے۔ بولا کہ بلا سے
مین بولا مکرّر سُن سرو و صنوبر۔ دل مین ہے مرے یہ
لگ جاؤ گلے سے کوٹھے سے اُتر کے۔ اب مہر و وفا سے

پھر رحم مین آیا تب مجھکو بُلایا - اور پاس بٹھایا
دل شاد کیا میرا چھاتی سے لگا کے - اک نئی ادا سے
پُر ہوگیا دروغ مئے وصل سے اُسکے - اب جام لبالب
اُس شوخ کا مجھسے اب ہجر نہ ہووے - منّت ہے خدا سے

ہماری اور تمھاری جب کبھی وہ بات ہووگی
خدا جانے کہ اُس دن کس قدر کی رات ہووگی
کہ جب سینہ بسینہ لب بلب ہوگا صنم اپنا
رقیبون کو تو رنج ہوگا ہمین شبرات ہووگی
صنم جسدم نقاب اپنی کو چہرے سے اُٹھا دیگا
چمک دن رات کی چہرے پہ اُسکے مات ہووگی
بیان کرتا ہون اب مین حال اپنی بیقراری کا
سفینۂ ہجر کے دفتر جب آدھی رات ہووگی

دروغ اپنی بھی ساری مشکلین آسان ہووینگی
کہ جسدم اُس پری پیکر سے دو اِک بات ہووگی

جب صنم سے وصل کی تدبیر آدھی رہگئی
دل پہ میرے کھینچ کے بس شمشیر آدھی رہگئی
یاد فرقت مین جو آئی چہرۂ پُر نور کی
کھینچتے کھینچتے ماہ کی تصویر آدھی رہگئی
صاف رخسارے کا بوسہ جب دیا تکرار کی
اے دلِ ناداں تری توقیر آدھی رہگئی
یاد آئی چہرہ و رو و گلو و سینہ کی
تا کمر کھینچ کرکے بس تصویر آدھی رہگئی

اے خدا اب وصل دلبر کا نہین ممکن دروغ
اب ہماری آہ کی تاثیر آدھی رہگئی

یاد کل رات مجھے تیری جو آئی پیارے
شور و غل مین نے کیا دھوم مچائی پیارے
مجھسے صادر ہوئی حق مین ترے تقصیر تھی کیا
رات مجلس مین جو کی ہمسے رکھائی پیارے
کچھ قصور آپ کا نے گردشِ دن ہے میری
ہمسے ہر وقت جو کرتے ہو لڑائی پیارے

گرچہ تمکو نہ مجھسے وصل سے خوش کرنا تھا — راہ و رسم ایسی تو کیون ہمسے بڑھائی پیارے
بعد مدت کے شب وصل ہوئی ہمکو نصیب — وہ بھی باتون مین تو سب تمنے گنوائی پیارے
منھ بھلائے ہو صنم ہم سے تو تم ناحق کو — ہم نے کیا بات نہین تمکو بتائی پیارے

دین کا رکھا نہ اُسکو نہ تو دنیا کا اُسے
اگر دروغ سے کی تمنے جدائی پیارے

دھیان مین اُن انار دانون کے — روزے لوٹے ہین مسلمانون کے
چلے کھینچے ہین اب کمانون کے — قتل کرنے کو تو جوانون کے
وہ مسیحا جو گھر مرے آئے — دن پھر آئے ہین شادیانون کے
زخم دل کے لے آئے ہین انگور — دیکھو اب زور ناتوانون کے

سخت پستان دروغ اُنکی دیکھ
دل دھڑکتے ہین پہلوانون کے

مین خیر مین ہون اُسکی تو وہ میری خبر مین ہے — اندھیر بڑا کتنا یہ اُس کی نگر مین ہے
چھٹکائی زلف اُسنے تو یان دردسر مین ہے — کھاپیچ و تاب دل پڑا زیر و زبر مین ہے
وہ جام جم شیشۂ گردن نظر مین ہے — آب حیات پر لب رشک قمر مین ہے
دندان تابدار صنم کے فراق مین — دل ہائی سمندر کا اُس آب گہر مین ہے
نخل قد جانان مین جو پستان اُبھر آئے — کیا ہی بہار اُس شجر پُر ثمر مین ہے
جانا کہ کرونگا مین بہت ضد وصال کی — پہلے سے لگے کہنے مرے دردسر مین ہے
سنکے یہ بہانا دل پر درد نے کہا — ق — مجھکو نہین خبر کہ ترے درد سر مین ہے
احوال ہو دردسر کو نہ عاشق سے تم کہو — وہ خود کنارہ گور مین شام و سحر مین ہے

عناب لب کا بوسہ اُسے جلد ایک دو
ناحق کو ڈھونڈھنے اسی سبب دور جاتے ہین

جان بیقرار اُسکی نہین تو سفر مین ہے
اُسکا مکان تو میرے دل بیخبر مین ہے

بھٹکا بہت تلاش مین کیون تو بھی اے دروغ
وہ تو رہا چھپا ہوا تیرے جگر مین ہے

گلرخون کو گلستان مین گل کا بستر چاہیے
میرے گلرو کو چمن مین گل کا بستر چاہیے
اس پریرو کوئے گلگون غم کا ساغر چاہیے
عاشقونکو خشک نان اور اُس سلیمان وقت کو
ہوگیا سودا مجھے اُس مہ جبین کو دیکھکر
ہے نہین آسان لگانا لو شمع رویون کے ساتھ
خلق کو پیدا کیا جسنے ہمارے واسطے
چاہنا پھولونکا بستر ہے تو خود بینی صریح
خاک سے الفت رہی ملنا ہے اِک دن خاک مین
چار گوشو نمین مرے حامی رہینگے چار یار
باغ جنت مین نہ جائینگے کبھی بے چار یار
ہون مین بندہ اُسکا جسکا بندہ پرور نام ہے

عاشقون کے واسطے خارونکا بستر چاہیے
ہون مین عاشق مجھکو تو خارونکا بستر چاہیے
عاشقون کو تو سم قاتل کا ساغر چاہیے
مال و زیور جاہ و حشمت تاج و چھتر چاہیے
توڑنیکے واسطے سر ایک پتھر چاہیے
جو ہر دل کھولنا تو دل جلا کر چاہیے
اُسکے عاشق کو نہین ہرگز طمع زر چاہیے
آئنہ تیرے لیے اے نیک اختر چاہیے
ہون بنا مین خاک سے خاک ہی بستر چاہیے
پانچوان حامی مجھے میرا پیمبر چاہیے
صاحب لولاک لیکن اپنا رہبر چاہیے
اُس سوا مجھکو نہین کوئی تونگر چاہیے

ہے تمنا رات دن لیکن یہی دل مین دروغ
دل لگا جس یار سے بس وہ ہی دلبر چاہیے

اُس پریرو کا ہوا سودا اب مجھے
عشق نے اُسکے کیا رسوا اب مجھے

کیون نہ لائی اُس پری کو تو اُڑا
چل ہوا ہوا اے صبا دیکھا تجھے
کرا اسیرِ زلف بیچان کا ترے
کس بلا مین دل نے ہے ڈالا مجھے
چھو کی زلف اپنی بپا فتنہ کیا
تھا ستم کی چال نے چلنا تجھے

ہے چھیڑ زیادہ بس نہ اُسکو اے دروغ
رشک سے گالی وہ ہے دیتا تجھے

بہتے جو نہ دریا یہ مرے چشم روان سے
مخلوق خدا لاتے تو پانی کو کہان سے
وہ چونک اُٹھے جبکہ مری آہ و فغان سے
بولے کہ اسے دور کرو جلد یہان سے
اے چرخ سیہ دل سیہ کاری سے تو باز آ
اب بھی کہ چھیڑا ابھی نہین غم زدگان سے
کرتے ہین صفا آج جو وہ ابرو و مژگان
عشاق ہونگے قتل سبھی تیر و کمان سے
تعزیر یہی عاشق ابرو و مژہ ہے
ہو قتل وہ بس آج تری تیر و کمان سے
فریاد نہ کی ڈر سے کہ بے چین نہ ہو وین
وہ چونک اُٹھے تو بھی مری آہ و فغان سے
آثار عشق ابرو و مژگان کے عیان تھے
طفلی مین بھی کھیلا جو مین تو تیر و کمان سے
ہرگز نہین ممکن ہے کہ درد آئے بتون کو
وہ چونک اُٹھے لیکر ی آہ و فغان سے
عاشق کو رہا اُنکے قلق یہ تمام عمر
وہ چونک اُٹھے آہ مری آہ و فغان سے
بس خانۂ حجاب کیا اُسنے شبِ وصل
پردہ بھی بے حجابی مین تھا آبِ روان سے

جان و دل مال و تن و دین نذر ہین دروغ
ہان وہ بُتِ کافر جو کرے اپنی زبان سے

مرے آغوش سے وہ فتنہ گر جسدم نکلتا ہے
سسکتی ہے تمنا آرزو کا دم نکلتا ہے
نہ کرنا عشق اُنکی زلفِ بیچان کا دلا ہرگز
بلا یہ وہ ہے جسمین پھنس کے کوئی کم نکلتا ہے

جیسے ابرِ سیہ کہتے ہین وہ برسین دنیا مین
کوئی گھائل کوئی بسمل کوئی پامال ہوتا ہے

تمھارے کشتۂ گیسو کا ماتم نکلتا ہے
کبھی جو سیر کو وہ ابروے پرخم نکلتا ہے

طلبِ بوسہ جو کرتا ہون دروغ اُسسے مین خلوت مین
مرے آغوش سے باہر وہ ہو برہم نکلتا ہے

یاد آتی ہین کسی کی دیدۂ جادو مجھے
شکل دکھلاتی کسی کی دیتی ہے ہر سو مجھے

شوق سے رکھ لون تری تلوار گردن پر ابھی
جو دکھا دیوے تو لے قاتل خمِ ابرو مجھے

دردِ فرقت کا ہمارے اندنون یہ زور ہے
کل نہین پڑتی کسی کروٹ کسی پہلو مجھے

عمر بھر کھایا کیا مین دل مین کیا کیا پیچ و تاب
وصل مین اکدم لگے تھے جو گلے گیسو مجھے

جاتا مین بستی سے صحرا مین جو درمان کے لیے
آنکھ دکھلاتے دروغا بچۂ آہو مجھے

ہوا عشق زلف دوتا چاہتا ہی
غضب دل بلا مین پھنسا چاہتا ہے

روانی یہ ہے ہجر مین چشمِ تر کی
کہ سیلاب ہو کر بہا چاہتا ہے

ندی راہ نالہ کو وحشت سے لیکن
کہ چرخِ برین اب ہلا چاہتا ہے

ڈھونڈھوان ڈول ہی کوچۂ زلف دل
جو چاہِ ذقن مین گرا چاہتا ہے

حباب آسا پستان کا ہو آشنا
ورطۂ ناف سے جا ملا چاہتا ہے

نہ کھا غوطے بحرِ کمر مین دلا
کیون تو راہِ عدم مین گما چاہتا ہے

دروغ آ گئے ہے کشتیِ وصل لے چڑھ
کنارے پہ تو بھی لگا چاہتا ہے

بوسہ دیتے ہین مری جان قباحت کیا ہے
غیر کوئی نہین یان شرم کی حاجت کیا ہے

نقدِ دل تمنے نہین میرا چرایا تو پھر   آنکھ نیچی ہی کیون اور منھ پہ خجالت کیا ہے
دل مرا لیکے مجھے رنج و محن دیتے ہو   ایسون سے داد و ستد کر نہین راحت کیا ہے
ہم سُنا کرتے تھی ہین آپ بڑے دل کے سخی   ایک بوسہ بھی نہ دینا یہ سخاوت کیا ہے
کہتے ہر دم تھی یہ مجھسے کہ ہون مین تیرا رفیق   غیر کے ساتھ جو ہو تو یہ رفاقت کیا ہے
دم تو لینے مجھے دم بھر تہ خنجر نہ دیا   قتل کے بعد تو قاتل یہ ندامت کیا ہے

شام سے زلف کے خاطر نہ پریشان ہو درِ وغ
یہ بلا اُڑکے لگے گی تری شامت کیا ہے

ہم کو ہر وقت ستانیکی یہ عادت کیا ہے   باعثِ رنج ہے کیا اور عداوت کیا ہے
غیر کے پہلو مین بیٹھو و کرو ہم سے حجاب   یہ حیا آپ کی کیسی ہے و غیرت کیا ہے
شاہرہ عام یہ رہتے ہین کھڑی بام پہ آپ   نام سرنام ہے کیا آپ کی شہرت کیا ہے
نامہ بر جاکے ہوا دیوانے کچھ سلام و پیغام   آپ دشنام دین یہ آپ کی خصلت کیا ہے
فقرہ اس پہ کسے کیون رقیبِ نافرجام   معاملہ یہ مرے صاحب تو سلامت کیا ہے
الغرض صاحب سلامت مین بھی آیا ہی فرق   پوچھے یہ کون کہ غمگین کی حالت کیا ہے

غیر پر لطف و کرم ہین تو نہین دیر درِ وغ
آرزو مین جو کرون تو کہین عجلت کیا ہے

خمسہ اول بر غزل جناب نواب معلی القاب مرزا داغ صاحب ملک الشعرا از نتیجہ فکر جناب حافظ مرزا محمد رسول بیگ صاحب حافظ رئیس جبل پور

ہم تو مرنے پہ بھی ہین آہ کے بھرنیوالے   سوزِ دل جسم کو اب خاک ہین کرنیوالے

حال کچھ سن لے قدم قبر پہ دھرنیوالے
پوچھتا جا مری مرقد پہ گذرنیوالے
کیا گذرتی ہے تری جان پہ مرنے والے

تم ہمین بھولے ہو ہم تم پہ ہین مرنیوالے
ہو ستم پیشہ نہین تم حد سے گذرنیوالے
آفرین حشر کی پرسش سے نہ ڈرنیوالے
مرحبا اے دل و دین لیکے مکرنیوالے
ہاتھ کانون پہ مرے نام سے دھرنیوالے

دست نازک نہ دکھین قتل مین کرتے ہو کیا
خون عاشق کا نہ دامن سے چھٹیگا دھبا
مانیے بات مری داغ نے ہے راست کہا
داغ دل داغ جگر نقش جفا نقش وفا
نہ مٹائے سے مٹین گے یہ ابھرنیوالے

دل کے لینے کے لیے دم دیے تمنے کیا کیا
اب ہر اک بات پہ کہتے ہو یہ کب ہمنے کیا
ہاتھ ملتا ہون کہ افسوس نوشتہ نہ لیا
یہی اقرار یہی قول یہی وعدہ تھا
او دغا باز فسون ساز مکرنے والے

عہد کرکے نہ وفا کرنا بہت ہی معیوب
شاید آسایش عقبیٰ نہین تمکو مطلوب
حق کریگا تمھین وعدہ شکنون مین محسوب
آپ محشر مین بنین قول کی سچے کیا خوب
اونگلیان اوٹھین گی وہ آئے مکرنیوالے

ہم کلامی کرے عاشق سے تمھاری پاپوش
ساکت اسطور سے بیٹھے رہو گویا نہین ہوش
بل نہ ابرو مین پڑین غصہ نہو آے نہ جوش
گالیان غیر کو دیتا ہون سنو تم خاموش
مین بھی دیکھون تو بری بات نہ کرنیوالے

کل حسینون مین اسیکا ہے رواج ای زاہد
اسکے عاشق کا نہین کوئی علاج اے زاہد
دوستانہ تجھے سمجھاتا ہون آج اے زاہد
دختر رز ہے بہت تیز مزاج اے زاہد

تیرا کیا منھ ہے اسے بھرتے ہین بھرنیوالے

تھی تجسس تمھین جنکی اُنھین تیلا ہوئین	یہ تعجب ہے کہ پہچانتے اتبک نہین اُین
یہی حافظ سے کہا کرتی ہین تو مین مین	داغ کہتے ہین جنھین دیکھیے وہ بیٹھے ہین

آپ کی جان سے دور آپ پہ مرنیوالے

خمسۂ دیگر بر غزل جناب نواب معلی القاب مرزا داغ صاحب ملک الشعرا

از نتیجۂ فکر جناب حافظ محمد مرزا رسول بیگ صاحب حافظ رئیس جبل پور

نت نیا آئے گا ہر روز پھپھولا کس پر	دو نگاہین مرہم زنگار کا پھاہا کس پر
ہاے بیتابی مین اب ہاتھ دھرونگا کس پر	دوستی کا ہو زمانے مین بھروسا کس پر

تو بھی مجھے چھوڑ چلا اے دل شیدا کس پر

دم مین آؤ نہ رقیبو نکے چڑھے سر پہ نہ جن	آہ مین کھینچون دعا مانگو کہ آئے نہ وہ دن
کسطرح سے تمھین سمجھاؤن ابھی ہو کمسن	امتحان نالۂ دل کا تو دکھا دون لیکن

یہ تو سمجھو کہ فلک ٹوٹ پڑے گا کس پر

کج ادا سنگدل و کافر و کاذب میخوار	زشت خو زشت منش زشت شیم زشت شعار
بے وفا ظلم پسند عہد شکن دل آزار	فتنہ پرداز دغا باز فسونگر عیار

ہاے افسوس دل آیا بھی تو آیا کس پر

ایک فرہاد ہین شیرین پہ جو اتراتے ہین	مجنون پاگل ہین جو لیلےٰ پہ مری جاتے ہین
حور و غلمان تو فقط شیخ ہی کو بھاتے ہین	یون تو معشوق گل و شمع بھی کہلاتے ہین

دیکھنا یہ ہے کہ مرتا ہے زمانہ کس پر

خبر تیغ زنی عام ہوئی ہے جب سے
سر جھکائے ہوئے حافظ بھی ہیں بیٹھے کب سے

دل کے دل آتے ہیں جانبازو نکی امڈ ہی سب سے
داغ جاتے تو ہیں مقتل میں پہ اول سب سے

دیکھیے وار کرے وہ ستم آرا کس پر

تقریظ از نتیجۂ فکر شاعر نازک خیال و ناثر باکمال جناب حافظ مرزا محمد رسول بیگ صاحب حافظ رئیس جبل پور و یار قدیم و مونس ندیم جناب منشی دامودر داس صاحب متصرم مصنف دیوان ہذا

بنام ایزد کہ در جہانِ ناکامی کوس لمن الملک بنامم نواختہ اند۔ و در دیار نامرادی تشریف جہانداری۔ بر قامتم قطع ساختہ دلم مالا مال تفکرات گوناگون۔ و سینہ ام پُراز تردُّ دات بوقلمون۔ دستم بردل و پایم در گِل۔ مگر ہمت مردانہ رانازم کہ باہمہ موانع۔ حوصلۂ تعریف و توصیف دیوانے بداد ارم کہ ہر مصرع اُو بر مہِ نو چشمک زن است و ہر غزلش گویا طوطیِ شکر شکن اگر بیاضش از گردنِ حور است۔ سوادش ہم پارۂ از شبِ دیجور است۔ و چرا چنین نباشد کہ نتیجۂ فکر رسای آن شاعر بے ہمتا است کہ اُستادان این فن بہ پیش زانوے ادب تہ میکنند۔ و کہنہ مشتاقانِ سخن بہ شاگردی طبع جوانش۔ برخودمے نازند۔ عقد ہاے مالاینحل بہ پیش طبع و قادش مضمون پیش پا افتادہ اند۔ و جوہر بانِ

سخن از شنیدن اشعارش دل از دست داده کلامش فلک اساس است و نامش
جناب منشی دامودر داس صاحب سنصرم متوطن کانپور پُر از نور درشتی سخن
دروغ تخلص میکند بزم شعر ارا از ذات والاصفاتش فروغے حاصل است
و کلامش احسنہٗ واکذبہٗ را مصداق کامل ندانم که بهمه کثرت کار سرکار که اورا
در پیش است چگونه بفکر سخن می دازد۔ و جان نو به پیکر الفاظ مے اندازد۔
و هر آئینه وجودش از مغتنمات است۔ و ذاتش غنی از صفات لهذا ختم

بر دعاے میکنم

دعا

الٰہی تا بود در دهر فن شعر را رونق	بماند نام اُستادان پیشین بر زبان باقی
دروغ نکته پرور در جهان باشد خوش و خرم	همیشه باشد از تصنیف او نام و نشان باقی

قطعۂ تاریخ

بوے گُل سے جو پُر دماغ ہوا صبحدم۔ واللہ
دل مرا شاد و باغ باغ ہوا۔ صبحدم۔ واللہ
روے گُل دل مین لے دروغ بسا تیرے جب
دور درد جگر کا داغ ہوا صبحدم۔ واللہ ۱۹۰۶ع

تمام شد دیوان دروغ

اعلان

شائقین شعر و سخن کو
نوید تازہ ہو کہ اِس
زمان بہار توامان مین سرآمد ناظمان شیرین
مقال جناب منشی دامودر داس صاحب نے
بعرقریزی و محنت و جانفشانی دیوان ہذا کو تصنیف فرمایا ہے
اور حق تصنیف بموجب قاعدۂ سرکاری محفوظ ہے یعنی باضابطہ حق
اسکا داخل رجسٹر گورنمنٹ ہے لہذا کوئی صاحب بغیر اجازت نیازمند کے
قصد طبع نہ فرماوین ہان جسقدر نسخے مطلوب ہون بہ نشانات ذیل طلب فرماوین
مطبع انتظامی کانپور محمد عبد الواحد مہتمم مطبع۔
(بابو موہن لال ماسٹر مشن اسکول رام گنج بر مکان بابو
کیشو ناتھ کھتری کمیشن ایجنٹ چوک کانپور)
(گنیش پرشاد
سوداگر
کمانی دروازہ جبل پور)

صحت نامۂ انتخاب دیوان فروغ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۵	۱۱	لست	ہولست
۲۹	۱۸	دل سے	دلے
۳۰	۱۱	کیا ہو	کیا ہوا
۳۰	۱۸	نرالی	بنالی
۴۶	۱۷	چلی اُسکی	یہ چلی
۶۵	۵	لیا	کیا
۷۳	۹	مجکو	اے دل
۷۹	۱۳	خاک و نان	خان و مان
۹۱	۱۲	کو یہ ملتا تھا	یہ ملتا تھا کہ